سُورۂ یُونس علیہ السّلام

یہ سورہ نزول کے اعتبار سے تو مکی ہے مگر ترتیبِ قرآنی کے لحاظ سے سورہ توبہ کے بعد رکھی گئی ہے۔ اور اس میں وہی مضمون مسلسل چل رہا ہے یعنی جو دعوت رسُول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کے لئے دی گئی اس پر جو شبہات و اعتراضات کفار کو تھے۔ ان کا عقلی اور نقلی دو طرح سے جواب ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اوّل تو عقلی دلائل ارشاد ہوئے کہ اسلام محض زبردستی منوانے کا نام نہیں لہٰذا عقلاً بھی سب سے بہترین راہِ حیات اسلام ہی ثابت ہوتا ہے اور نقلی طور پر پہلی اُمتوں میں سے بعض کے حالات ارشاد فرمائے گئے کہ جو ایمان لائے ان پر کس قدر رحمت کا نزول ہُوا اور جو محض فضول قسم کے اعتراضات میں مبتلا ہو کر ایمان لانے کی سعادت سے محروم رہے وہ کس انجام کو پہنچے۔

رکوع نمبر ۱ آیات ۱ تا ۱۰ یعتذرون ۱۱/۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
الٓرٰ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡحَکِیۡمِ ①
اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی
رَجُلٍ مِّنۡہُمۡ اَنۡ اَنۡذِرِ النَّاسَ وَ بَشِّرِ
الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنَّ لَہُمۡ قَدَمَ صِدۡقٍ
عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ؕ قَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ اِنَّ
ہٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیۡنٌ ②
اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَ الۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی
عَلَی الۡعَرۡشِ یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ ؕ مَا مِنۡ
شَفِیۡعٍ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اِذۡنِہٖ ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ
رَبُّکُمۡ فَاعۡبُدُوۡہُ ؕ اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ ③
اِلَیۡہِ مَرۡجِعُکُمۡ جَمِیۡعًا ؕ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقًّا ؕ
اِنَّہٗ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ لِیَجۡزِیَ
الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالۡقِسۡطِ ؕ
وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَہُمۡ شَرَابٌ مِّنۡ حَمِیۡمٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
الٓرٰ یہ بڑی دانائی کی کتاب کی آیتیں ہیں ①
کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ ہم نے اُنہی میں سے ایک
مرد کو حکم بھیجا کہ لوگوں کو ڈر سنا دو اور ایمان
لانے والوں کو خوشخبری دے دو کہ ان کے پروردگار
کے ہاں ان کا سچا درجہ ہے (ایسے شخص کی نسبت) کافر کہتے
ہیں کہ یہ تو صریح جادوگر ہے ②
تمہارا پروردگار تو خدا ہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ
دن میں بنائے پھر عرش (تخت شاہی) پر قائم ہوا وہی
ہر ایک کام کا انتظام کرتا ہے کوئی (اس کے پاس) اس کا اذن
حاصل کئے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکتا یہی خدا تمہارا
پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو۔ بھلا تم غور کیوں نہیں کرتے ③
اسی کے پاس تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ خدا کا وعدہ سچا ہے۔
وہی خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے۔ پھر وہی اس کو دوبارہ
پیدا کرے گا تاکہ ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کو
انصاف کے ساتھ بدلہ دے۔ اور جو کافر ہیں ان کے لئے پینے کو نہایت

JONAH

Revealed at Mecca

In the name of Allah, the Beneficent, the Merciful.

1. Alif. Lām. Rā.[1] These are verses of the wise Scripture.

2. Is it a wonder for mankind that We have inspired a man among them, saying: Warn mankind and bring unto those who believe the good tidings that they have a sure footing with their Lord? The disbelievers say: Lo! this is a mere wizard.

3. Lo! your Lord is Allah Who created the heavens and the earth in six Days,[2] then He established Himself upon the Throne, directing all things. There is no intercessor (with Him) save after His permission. That is Allah, your Lord, so worship Him. Oh, will ye not remind?

4. Unto Him is the return of all of you; it is a promise of Allah in truth. Lo! He produceth creation, then reproduceth it, that He may reward those who believe and do good works with equity; while, as for those who disbelieve, theirs will

وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٤﴾
هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ
نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ
السِّنِينَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَٰلِكَ
إِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٥﴾
إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ
اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ
لِقَوْمٍ يَتَّقُونَ ﴿٦﴾
إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا
بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ
هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ ﴿٧﴾
أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨﴾
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ
رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ
الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٩﴾
دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ
فِيهَا سَلَامٌ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾

گرم پانی اور درد دینے والا عذاب ہوگا کیونکہ (خدا سے) انکار کرتے تھے ﴿٤﴾
وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا
اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور (کاموں کا)
حساب معلوم کرو یہ (سب کچھ) خدا نے تدبیر سے پیدا کیا ہے
سمجھنے والوں کیلئے وہ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے ﴿٥﴾
رات اور دن کے (ایک دوسرے کے پیچھے) آنے جانے میں
اور جو چیزیں خدا نے آسمان اور زمین میں پیدا کی ہیں (سب)
میں ڈرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں ﴿٦﴾
جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں اور دنیا کی زندگی
سے خوش اور اسی پر مطمئن ہو بیٹھے اور ہماری نشانیوں سے
غافل ہو رہے ہیں ﴿٧﴾
اُن کا ٹھکانا ان (اعمال) کے سبب جو وہ کرتے ہیں دوزخ ہے ﴿٨﴾
(اور) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن کو
پروردگار ان کے ایمان کی وجہ سے (ایسے محلوں کی) راہ دکھائے گا
(کہ) ان کے نیچے نعمت کے باغوں میں نہریں بہہ رہی ہونگی ﴿٩﴾
(جب وہ) ان میں (ان کی نعمتوں کو دیکھیں گے تو بے ساختہ)
کہیں گے سبحان اللہ اور آپس میں ان کی دعا سلام علیکم ہوگی! اور انکا
آخری قول یہ (ہوگا) کہ خدائے رب العالمین کی حمد (اور اس کا شکر) ہے ﴿١٠﴾

be a boiling drink and painful doom because they disbelieved.

5. He it is Who appointed the sun a splendour and the moon a light, and measured for her stages, that ye might know the number of the years, and the reckoning Allah created not (all) that save in truth. He detaileth the revelations for people who have knowledge.

6. Lo! in the difference of day and night and all that Allah hath created in the heavens and the earth are portents, verily, for folk who ward off (evil).

7. Lo! those who expect not the meeting with Us but desire the life of the world and feel secure therein, and those who are neglectful of Our revelations:

8. Their home will be the Fire because of what they used to earn.

9. Lo! those who believe and do good works, their Lord guideth them by their faith. Rivers will flow beneath them in the Gardens of Delight.

10. Their prayer therein will be: Glory be to Thee, O Allah! and their greeting therein will be: Peace. And the conclusion of their prayer will be: Praise be to Allah, Lord of the Worlds!

اسرار و معارف

الٓرٰ۔ حروفِ مقطعات ہیں جن کے متعلق پہلے لکھا جا چکا ہے کہ ان کا علم اللہ کو یا اس کے رسول ﷺ کو ہے یا پھر ان اللہ کے بندوں کو جو راسخین فی العلم کے درجہ کو پا لیتے ہیں کسی قدر عطا فرمایا جاتا ہے۔ عامۃ المسلمین کے لئے تلاوت ہی کافی ہے اور معانی میں اندازے اور قیاس سے رائے قائم کرنا مناسب نہیں۔

فرمایا، یہ آیات ایسی عالیشان کتاب کی ہیں۔ جو حکمت سے بھرا خزانہ ہے اور اس قدر عام فہم ہے کہ کسی ان پڑھ گڈریا اور چرواہا کو بھی بتانے پرٗ اٗن کے مفہوم کو سمجھ سکتا ہے بشرطیکہ اس کی عقل سلامت ہو کہ بات عقلمندی کی ہو مگر سننے والا عقل سے محروم ہو تو سمجھ نہیں پاتا۔ یہی دیکھ لیں کہ لوگوں کو اسی بات پہ حیرت ہے کہ ہم نے ان

میں سے یعنی اولادِ آدم علیہ السلام میں سے ایک ہستی پر وحی نازل فرما دی تاکہ وہ اولادِ آدمؑ کو پیش آنے والے خطرات سے آگاہ فرماتے اور یہ بات عین عقلی تقاضوں کے مطابق ہے اس لئے کہ اگر کسی اور جنس میں سے رسول مبعوث کئے جاتے تو غیر جنس سے استفادہ ممکن نہ ہوتا مثلاً جنّ یا فرشتہ اگر بحیثیت رسول مبعوث ہوتا تو پہلی بات تو یہ ہے کہ انسانوں کو دکھائی ہی نہ دیتا اور اگر دکھائی دیتا تو اسے انسانی شکل اختیار کرنا پڑتی پھر اس کے فرشتہ ہونے کا کیا فائدہ، دوسرے یہ کہ اس کی ضروریات اور عادات مختلف، انسانی ضروریات وعادات الگ۔ تو یہ کسی طرح مناسب نہ تھا بلکہ یہ بات خلافِ عقل ہوتی اور انسانوں میں سے ہی ان کے لئے رسول کا مبعوث کیا جانا ہی عقلاً بھی درست ترین بات ہے مگر انھیں یہ آسان سی بات بھی سمجھ نہیں آرہی۔

آپؐ ان لوگوں کو، جو ایمان لائے خوشخبری دیجئے کہ انھوں نے راستبازی پر اور نہایت مضبوط جگہ پر قدم جمائے ہیں اور یہ کوئی ایسا مقام نہیں جس کے ٹوٹ جانے یا چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو بلکہ یہ ان کے ربّ کی طرف سے ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے۔ چونکہ اعمال پر اجر مرتب کرنا بھی صفتِ ربوبیت سے متعلق ہے لہٰذا یہاں صفاتی نام ربّ ہی استعمال ہوا ہے۔ مگر کفار کی عقل پر ایسے پتھر پڑے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ کوئی بہت بڑا جادوگر ہے جو دُور نزدیک کی خبریں دیتا ہے یا واقعات کے بارے صحیح پیشگوئی فرما دیتا ہے اور اس جادو کے سہارے اپنی بات منوانا چاہتا ہے نعوذ باللہ من ذالك الهفوات۔

یہ ان کی جہالت کا کرشمہ ہے کہ وہ ایسا اعتراض کر رہے ہیں۔ نہیں جانتے کہ تمھارے ربّ کی عظمت کیا ہے۔ وہ ایسا بلند مرتبہ ہے کہ انسان کی خاطر اس نے ساری کائنات بنائی اور اس کے ایک اشارے پہ سب کچھ بن جاتا ہے مگر اس نے تخلیقِ کائنات میں ترتیب رکھی کہ چھ دنوں میں آسمان اور زمین بنا دیئے۔ نہ یہ کہ انھیں وجود بخشا بلکہ ان میں تمام خصوصیات سمو دیں، جن میں کا بہت کم علم انسان کو ہو سکا ہے اور ہنوز صرف زمین کی بے شمار خصوصیات تک عقلِ انسانی کی رسائی نہیں ہو سکی، آسمان کی بات تو بعد کی ہے پھر عرش کو تختِ سلطنت قرار دیا یعنی زمین و آسمان کے جملہ نظام کو اس سے متعلق کر دیا جس پر وہ اپنی شان کے مطابق جلوہ افروز ہوا

معتزلہ کا خیال

معتزلہ کا خیال استوٰی علی العرش کے بارے یہ ہے کہ اللہ جلّ ذاتی طور پر تو وہاں تشریف فرما ہے مگر اپنے علم کے ذریعے ہر جگہ موجود ہے یعنی خود تو عرش پر بیٹھا ہے مگر اس کا علم

ہر شے کے ساتھ ہے مگر علماءِ تفسیر نے بہت مدلل طریقے سے اور صحیح احادیث سے اس کا جواب دیا ہے اور رد فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو ذات بھی کسی جگہ مقید ہوگی اس کی حدود ہوں گی اور جس ذات کی حدود ہوں وہ فنا ہونے والی ہے۔ اللہ کی ذات حدود و قیود سے بالاتر ہے لہٰذا یہاں فرمانا کہ وہ عرش پر قائم ہوا کی تفسیر یُدَبِّرُ الْاَمْرَ سے ہوگئی کہ عرش پر سوائے اس کے کسی کا حکم نہ چلتا ہے نہ اختیار۔ اور ساری کائنات کی تدبیر عرش سے ہی کی جاتی ہے۔ سلطنتِ کائنات کا سیکریٹریٹ وہی ہے اور نہ صرف یہ کہ تمام فیصلے کرنے کا اختیار اس کے دستِ قدرت میں ہے۔ یہ بھی یقینی ہے کہ کوئی بھی اس کے ہاں سفارش کرنے کی بھی جرأت نہیں رکھتا کہ امید کی جا سکے کہ اگر اسی نے کرنا ہے تو کسی سے کہلوا لیں گے، بلکہ اس کے ہاں سفارش بھی اس کی اجازت سے ہوگی۔ جن کو اجازت دے گا کرسکیں گے اور جن کے لیے اجازت دے گا اُن کے لیے کرسکیں گے تو کافر کے لیے تو اس نے سفارش سے بھی روک دیا ہے۔ تمھارا پروردگار اِتنا ہی عظیم اور بے نیاز ہے لہٰذا اس کی رضا کو پانے کا راستہ، اس کی اطاعت اور بندگی ہے اور بس۔ اور یہ سب بات محض عقل سے سمجھ میں آنے والی ہے اس میں کوئی پیچیدہ بات نہیں کیا تم اِتنی عقل بھی نہیں رکھتے۔

تمھیں آخر اُسی کی بارگاہ میں لَوٹ کر جانا ہے کہ انسان ایسی تخلیق نہیں جو ختم کر دی جائے گی۔ اِسے تو پیدا کرنے والے نے بہت سی خصوصیات عطا فرما کر دارِ دنیا میں بھیجا ہے۔ پھر سب اولادِ آدمؑ اس کے حضور پیش ہو کر اپنا حساب دے گی اور ہمیشہ کے گھروں میں منتقل ہوگی۔ اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں، اسلئے کہ یہ اللہ کا وعدہ ہے جو یقیناً سچا ہے۔ اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ کائنات فنا ہوگئی، انسان مر کھپ گئے تو بھلا کیونکر زندہ ہوں گے تو تمھیں یہ دیکھ لینا کافی ہے کہ اس نے ساری کائنات کو عدم سے پیدا فرمایا، کچھ نہ تھا تو سب کچھ بنایا لہٰذا فنا کے بعد دوبارہ بنا لینا اس ذات کے لِئے نہ مشکل ہے اور نہ ناممکن۔ بلکہ یقیناً وہ ایسا ہی کرے گا ورنہ تو بھلائی نیکی اور برائی اور ظلم میں تمیز ہی مِٹ جائے گی۔ اگر آخرت کا حساب وکتاب نہ ہو تو نیکی وبدی کا تصوّر ہی بیکار ہے لہٰذا ضرور سب اس کی بارگاہ میں جمع کئے جائیں گے تاکہ ایمان لا کر نیک عمل کرنے والوں کو پورا پورا انعام دیا جائے اور جن لوگوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا انھیں بطور سزا پینے کو کھولتا ہوا پانی اور طرح طرح کے دردناک عذاب جو ان کے کردار کا پھل ہوں گے، دیئے جائیں گے۔

اس کے مظاہرِ قدرت میں شمس و قمر کو دیکھو تو کتنی بے شمار تخلیقات کے پیدا ہونے اور پلنے بڑھنے کے لئے سورج کی تمازت اور چاند کی روشنی کو کام پر لگا دیا اور ہر جگہ ان کے اثر پر ایک حد مقرر کر دی۔ سورج کی تیز روشنی سے سمندر کھول اُٹھتا ہے مگر دوسری طرف چیونٹی بھی زندہ رہتی ہے اور اس سے اپنے انڈے سینک رہی ہوتی ہے ہاتھی کو اس کی ضرورت کے مطابق اور مچھر کو اس کی ضرورت کے مطابق گرمی مل جاتی ہے کہ حد بندی اُسی ذاتِ عظیم نے کر دی ہے جو کائنات کا خالق ہے اور جو پھر سے سب کو زندہ کرے گا۔ اس نے سُورج کی روشنی اور چاند کی ٹھنڈک سے حیوانات، نباتات اور جمادات سب پر کس قدر اثر مرتب فرما دیئے ہیں حتیٰ کہ ایک ادنیٰ ترین ذرّے میں بھی ایٹمی طاقت سمو دی ہے۔ بیج کے اُگنے سے لے کر پھلوں کے پکنے تک کہیں تمازتِ آفتاب کام کر رہی ہے تو دوسری جگہ چاند کی ٹھنڈی چاندنی اس میں شیرینی بھر رہی ہے اگر سورج سمندروں سے بخارات اٹھا کر ساری زمین کی حیات کا بنیادی سبب فراہم کرتا ہے تو چاند سمندروں میں مدوجزر پیدا کر کے سمندری مخلوق کیلئے حیات مہیّا کرنے کا فریضہ ادا کرتا ہے۔ دونوں موسموں کے آنے جانے رات اور دن کے بنانے، سال، ماہ، دن اور لمحوں تک کے حساب کو قائم رکھنے کا سبب ہیں ایک عام آدمی بھی دن، تاریخ اور وقت کی تعین سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ ان کا اس قدر پابندی سے سفر کرنا اور مسلسل سرگرمِ عمل رہنا، اللہ ہی کی قدرتِ کاملہ کا کرشمہ ہے۔ سورج اور چاند دونوں کو وقت کے شمار کا سبب بتایا گیا ہے۔ لہٰذا دونوں طرح کی تاریخ شمار کرنے میں حرج نہیں چونکہ چاند کے طلوع و غروب سے مہینہ اور دن کا شمار بہت آسان ہے لہٰذا عباداتِ اسلامی کا مدار قمری تاریخوں پہ رکھا گیا ہے اور عام زندگی میں بھی قمری تاریخ کا استعمال سُنت ہے مگر عام کاروبار میں شمسی حساب منع نہیں۔

یہ سارا نظام کیا فضول اور بے مقصد ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! بلکہ یہ سب ہی حق و صداقت پہ استوار ہے اور اسی مقصد کو واضح کرنے کے لئے ربِّ جلیل واضح اور روشن دلائل بیان فرماتا ہے کہ سمجھ بوجھ سے کام لینے والے لوگ بات کو جان سکیں۔

یہ شب و روز کی آمد و شُد، یہ زمانے کے انقلابات، بظاہر بکھری ہوئی کائنات میں ایک ایک ذرّے کا حُسنِ ترتیب، زمینوں اور آسمانوں میں ساری مخلوق، اُسی کی عظمت اور قدرتِ کاملہ پہ گواہی دے رہی ہے مگر یہ سب باتیں جاننے کے لئے بھی اُسی کے ساتھ تعلق اور ایمان و اطاعت کی ضرورت ہے اگرچہ یہ عقلی دلائل

بہت عام ہیں مگر کفر اور گناہ عقل کو اندھا کر دیتے ہیں لہٰذا یہ بھی اطاعت شعار ہی سمجھ سکتے ہیں۔

جو لوگ حیاتِ دنیا ہی کو مقصد اور منزل سمجھ بیٹھے ہیں اِسی پہ خوش بھی ہیں وہ بھی تو انقلاباتِ زمانہ دیکھ رہے ہیں مگر عبرت حاصل نہیں کرتے بلکہ انھیں ہماری بارگاہ میں حاضری اور جوابدہی کی کوئی امید ہی نہیں رہی اور بے شمار دلائل سے بھی انھیں کوئی اثر نہیں ہوتا نہ ہی کتاب اللہ یا اللہ کے رسول ﷺ کی دعوت اُن پر اثر کرتی ہے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے کہ ان کرتوتوں کا نتیجہ یہی مناسب ہے اور جو خوش نصیب نورِ ایمان حاصل کر لیتے ہیں اور دُنیا میں ان کا ایمان اور آخرت پہ یقین انھیں عملِ صالح یعنی اللہ کی اطاعت پہ مجبور کرتا ہے تو آخرت میں ربّ کریم اِسی ایمان کے ذریعے مقاماتِ قرب کی طرف رہنمائی فرمائیں گے یعنی ایمان کا وصف دنیا میں یہ ہے کہ اعمالِ صالح کی طرف لے جانے اور آخرت میں اللہ کی رضا اور اس کی جنّت کی طرف جہاں ہمیشہ شادابی و سرسبزی ہے اور باغ اور پھل ہیں بے مثال بھی اور ابدی اور دائمی بھی جہاں ان کی گفتگو بھی یہی ہوگی کہ اللہ کی پاکی بیان کرتے رہیں، ہر آن اتنی نعمتیں نچھاور رہوں گی کہ ہر طرف سے سُبحان اللہ! سُبحان اللہ، ہی کی صدائیں گونجیں گی اور کبھی کسی سے رنجیدہ ہونے کا بھی کوئی موقع نہ آئے گا بلکہ ہر ایک کو پیار و محبت نصیب ہوں گے اور سلام اور سلامتی ہی کے تحفے ایک دوسرے پر نچھاور کریں گے۔ ان کی مجالس اور باتوں کا خاتمہ بھی اللہ ہی تعریف کرنے پہ ہوگا جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ دُنیا ہو یا آخرت، سب جہانوں کی ہر نعمت و لذّت اُسی کی عطا کردہ ہے۔

رکوع نمبر ۲ — آیات ۱۱ تا ۲۰

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۱۱﴾

اور اگر خدا لوگوں کی برائی میں جلدی کرتا جس طرح وہ طلب خیر میں جلدی کرتے ہیں تو ان کی (عمر کی) میعاد پوری ہو چکی ہوتی۔ سو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں انہیں ہم چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بہکتے رہیں ﴿۱۱﴾

11. If Allah were to hasten on for men the ill (that they have earned) as they would hasten on the good, their respite would already have expired. But We suffer those who look not for the meeting with Us to wander blindly on in their contumacy.

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا

اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹا اور بیٹھا اور کھڑا (ہر حال میں) ہمیں پکارتا ہے۔ پھر جب ہم اس تکلیف کو اس سے دور کر دیتے ہیں تو (بے لحاظ ہو جاتا اور) اس طرح گزر جاتا ہے کہ گویا کسی تکلیف پہنچنے پر ہمیں کبھی پکارا ہی نہ تھا۔ اسی طرح حد سے

12. And if misfortune touch a man he crieth unto Us, (while reclining) on his side, or sitting or standing, but when We have relieved him of the misfortune he goeth his way as though he had not cried unto Us because of a misfortune

that afflicted him. Thus is what they do made (seeming) fair unto the prodigal.

13. We destroyed the generations before you when they did wrong; and their messengers (from Allah) came unto them with clear proofs (of His Sovereignty), but they would not believe. Thus do We reward the guilty folk.

14. Then We appointed you viceroys in the earth after them, that We might see how ye behave:

15. And when Our clear revelations are recited unto them, they who look not for the meeting with Us say: Bring a Lecture[3] other than this or change it. Say (O Muhammad): It is not for me to change it of my own accord. I only follow that which is inspired in me. Lo! if I disobey my Lord I fear the retribution of an awful Day.

16. Say: If Allah had so willed I should not have recited it to you nor would He have made it known to you. I dwelt among you a whole lifetime before it (came to me). Have ye then no sense?

17. Who doth a greater wrong than he who inventeth a lie concerning Allah and denieth His revelations? Lo! the guilty never are successful.

18. They worship beside Allah that which neither hurteth them nor profiteth them, and they say: These are our intercessors with Allah. Say: Would ye inform Allah of (something) that He knoweth not in the heavens or in the earth? Praised be He and high exalted above all that ye associate (with Him)!

19. Mankind were but one community; then they differed; and had it not been for a word that had already gone forth from thy Lord, it had been judged between them in respect of that wherein they differ.

20. And they will say: If only a portent were sent down upon him from his Lord! Then say (O Muhammad): The Unseen belongeth to Allah. So wait! Lo, I am waiting with you.

نکل جانے والوں کو انکے اعمال آراستہ کرکے دکھائے گئے ہیں ﴿۱۲﴾
اور تم سے پہلے ہم کئی امتوں کو جب انہوں نے ظلم اختیار کیا
ہلاک کر چکے ہیں۔ اور ان کے پاس پیغمبر کھلی نشانیاں لیکر
آئے مگر وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے۔ ہم گنہگاروں کو
اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں ﴿۱۳﴾
پھر ہم نے ان کے بعد تم لوگوں کو ملک میں خلیفہ بنایا
تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو ﴿۱۴﴾
اور جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جن
لوگوں کو ہم سے ملنے کی امید نہیں وہ کہتے ہیں کہ (یا تو)
اس کے سوا کوئی اور قرآن (بنا) لاؤ یا اس کو بدل دو۔
کہہ دو کہ مجھ کو اختیار نہیں ہے کہ اسے اپنی طرف سے بدل
دوں۔ میں تو اسی حکم کا تابع ہوں جو میری طرف آتا ہے اگر میں اپنے
پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے سخت دن کے عذاب سے خوف آتا ہے ﴿۱۵﴾
(یہ بھی) کہہ دو کہ اگر خدا چاہتا تو (نہ تو) میں ہی یہ کتاب تم کو پڑھ کر سناتا
اور نہ وہی تمہیں اس سے واقف کرتا۔ میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر رہا
ہوں (اور کبھی ایک کلمہ بھی اس طرح کا نہیں کہا) بھلا تم سمجھتے نہیں ﴿۱۶﴾
تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ افترا کرے
اور اس کی آیتوں کو جھٹلائے؟ بے شک گنہگار فلاح
نہیں پائیں گے ﴿۱۷﴾
اور یہ (لوگ) خدا کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں
جو نہ ان کا کچھ بگاڑ ہی سکتی ہیں اور نہ کچھ بھلا ہی کر سکتی ہیں۔ اور کہتے
ہیں کہ یہ خدا کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔ کہہ دو کیا تم
خدا کو ایسی چیز بتاتے ہو جس کا وجود اسے نہ آسمانوں میں معلوم ہے
اور نہ زمین میں؟ وہ پاک ہے اور (اس کی شان) ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے ﴿۱۸﴾
اور (سب) لوگ (پہلے) ایک ہی امت (یعنی ایک ہی ملت پر) تھے پھر
جدا جدا ہو گئے۔ اور اگر ایک بات جو تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے
ہو چکی ہے نہ ہوتی تو جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں ان میں فیصلہ کر دیا جاتا ﴿۱۹﴾
اور کہتے ہیں کہ اس پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل
نہیں ہوئی؟ کہہ دو کہ غیب (کا علم) تو خدا ہی کو ہے سو تم انتظار
کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں ﴿۲۰﴾

كانوا يعملون ﴿١٢﴾
ولقد أهلكنا القرون من قبلكم
لما ظلموا وجاءتهم رسلهم بالبينت
وما كانوا ليؤمنوا كذلك نجزي
القوم المجرمين ﴿١٣﴾
ثم جعلنكم خلئف في الأرض من
بعدهم لننظر كيف تعملون ﴿١٤﴾
وإذا تتلى عليهم اياتنا بينت قال
الذين لا يرجون لقاءنا ائت بقران
غير هذا أو بدله قل ما يكون لي
أن أبدله من تلقاي نفسي إن
أتبع إلا ما يوحى إلي إني أخاف إن
عصيت ربي عذاب يوم عظيم ﴿١٥﴾
قل لو شاء الله ما تلوته عليكم ولا
أدرىكم به فقد لبثت فيكم عمرا
من قبله أفلا تعقلون ﴿١٦﴾
فمن أظلم ممن افترى على الله
كذبا أو كذب بايته إنه لا يفلح
المجرمون ﴿١٧﴾
ويعبدون من دون الله ما لا يضرهم
ولا ينفعهم ويقولون هؤلاء شفعاؤنا
عند الله قل أتنبئون الله بما لا يعلم
في السموت ولا في الأرض سبحنه
وتعلى عما يشركون ﴿١٨﴾
وما كان الناس إلا أمة وحدة
فاختلفوا ولولا كلمة سبقت من
ربك لقضي بينهم فيما فيه يختلفون ﴿١٩﴾
ويقولون لولا أنزل عليه اية من
ربه فقل إنما الغيب لله فانتظروا
إني معكم من المنتظرين ﴿٢٠﴾

اسرار و معارف

انسان بھی بہت عجیب سوچ رکھتا ہے بھلا یہ بھی کوئی معیار ہے کہ کفار کہہ دیں جب ہم دین قبول نہیں کر رہے تو ہم پر فوراً عذاب کیوں نہیں آجاتا۔ اگر اس طرح سے بات بات پر گرفت ہوتی تو انسان ختم ہو چکے ہوتے اور دوسرا اثر اس کا یہ ہوتا کہ انسانی پسند و ناپسند کا موقع کون سا باقی رہتا ظاہر ہے یا فوراً ایمان لے آتے یا ہلاک ہو جاتے اور اللہ تو قادر ہے جس طرح مانگے بے مانگے بے حساب نعمتیں عطا فرما رہا ہے۔ زندگی، طاقت، دولت، اقتدار ہر شے دے رہا ہے چاہے تو آنِ واحد میں چھین بھی سکتا ہے لیکن اگر ایسا ہونے لگے تو انسان کے لئے اختیار آزمانے کا موقع نہ رہے گا لہٰذا انسان کو پہلے سے طے شدہ وقت تک فرصت ضرور ملتی ہے لیکن کفر اور انکار پر عذاب سے بچ تو نہیں سکتا بلکہ جو لوگ آخرت کا انکار کر دیتے ہیں وہ دن بدن برائی اور دُوری میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں اور یہ بھی تو عذاب ہی کی ایک صورت ہے۔

کبھی کافر کی دُعا بھی قبول ہوتی ہے

اور کافر بلا جواز انکار پر جمے ہوئے ہیں۔ ایک لمحہ ہر انسان پہ ایسا آتا ہے جب وہ ہر طرف سے مایوس ہو جاتا ہے۔ کبھی کسی بیماری میں مبتلا ہو کر اور کبھی کسی مصیبت کے شکنجے میں اور پھر جس حال میں ہو، کھڑا، بیٹھا یا گرا پڑا ہو۔ ایک غالب اور قادر ہستی کو ضرور پکارتا ہے اسکے مزاج میں ہے کہ ایک ہستی ایسی ہے جو غائبانہ پکار بھی سُن سکتی ہے، میرے حال سے واقف بھی ہے اور اسے بدلنے پر قادر بھی اور وہ تو ہم ہی ہیں پھر اکثر اوقات ہم بندوں کی تکالیف دُور کر دیتے ہیں۔ یعنی کافر کی دُعا بھی قبول ہو جاتی ہے اور اس سے مصیبت ٹال دی جاتی ہے۔ لیکن کُفر کی مصیبت یہ ہے کہ شکر کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا بلکہ جان چھوٹی تو اس ہستی ہی کو بھول گئے اور مختلف ظاہری اسباب کا نتیجہ اور اپنا کمال سمجھ بیٹھتے ہیں۔ یہ بھی اللہ کی طرف سے بہت بڑی سزا ہے۔ اگرچہ وہ اپنی شانِ کریمی سے دُعا ضرور قبول کرتا ہے اور جب بھی کوئی آدمی ہر طرف سے مایوس ہو کر صرف اسی کو پکارے تو اس کی شان سے بعید ہے کہ اس کی دست گیری نہ کرے خواہ ایسا کرنے والا کافر ہی کیوں نہ ہو۔

تو ثابت ہوا کہ دُعا محض خانہ پُری نہیں ہونی چاہیئے بلکہ دل کی گہرائی سے اس یقین کے ساتھ مانگی جائے

کہ سوائے اُس ذات کے کوئی دوسرا اِس قابل ہی نہیں جس کے آگے دستِ سوال دراز کیا جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے اور مومن کی دُعا تو کبھی ردّ نہیں ہوتی جبکہ ہر طرف سے مایوس ہو کر مانگنے والا کافر بھی ہو تو اس کی دُعا سُن لی جاتی ہے۔ مگر کافر کو دُعا کے بعد بھی اللہ کا احسان یاد نہیں رہتا اور وہ شکر کرنے کی بجائے اور اکڑ دکھاتا ہے اور یہ اکڑ دکھانا ہی اِسے بہت بھاتا ہے وہ خوش ہوتا ہے کہ میں ٹھیک کر رہا ہوں۔ یہ اس کے کفر کے باعث اِسے سزا ملتی ہے کہ غلط کام کو درُست سمجھنے لگتا ہے اور بالآخر تباہ ہو جاتا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ ظلم کے باعث کتنی اقوام ہلاکت و بربادی کے گڑھے میں گر گئیں، ان کے نشان تک مٹ گئے اور یہ سب کچھ فوراً نہیں ہوا، ان کے پاس بھی انبیا تشریف لائے اور انھیں روز روشن کی مانند واضح ثبوت اور دلائل پیش کئے مگر وہ نہ مانے اور ظلم و زیادتی پہ کمربستہ رہے تو آخر تباہ کر دیئے گئے کہ اللہ کی طرف سے بدکاروں کو یہی سزا ملتی ہے۔

تم بھی تو اے لوگو! یقیناً انہی کے بعد زمین پر وارد ہوتے ہو اور انہی کے جانشین ہو تو تم پر بھی وہی قانون لاگو ہونا عین عقل کا تقاضا ہے لہٰذا ایسا ہی ہوگا تمھارے کردار اور تمھارے اعمال کو دیکھا اور پرکھا جائے گا کہ تم کس سمت سفر کرتے ہو اور جس طرف عملی طور پر بڑھو گے اُسی انجام کو پا لو گے۔

قرآن اللہ کا کلام ہے انسان اس میں کمی بیشی نہیں کر سکتا

اب کفار کا حال دیکھو کہ اللہ کی عظمت اور اس کے سامنے جوابدہی سے انکار نے ان کی عقلوں کو اندھا کر دیا ہے اور یہ اللہ کے کلام کی حیثیت ہی کو سمجھنے میں کامیاب نہیں ہو پائے ہے بلکہ کہتے ہیں اِسے تبدیل کیا جائے اور یا اس کی جگہ دوسرا قرآن لایا جائے جس میں ہمارے رواجات اور ہمارے اجداد کی تردید نہ کی گئی ہو۔ بھلا صدیوں کی رسومات کو ہم کیونکر غلط ماننے لگیں جبکہ ہمارے باپ دادا بھی انہی پر عمل کرتے تھے گویا انھوں نے کتاب اللہ کو آپ ﷺ کی تصنیف سمجھ رکھا ہے۔ انھیں بتا دیجئے کہ اپنی ساری شان و شوکت اور نبوّت و رسالت کی عظمت کے باوجود میں بھی اللہ کے کلام میں تبدیلی نہیں کر سکتا اور اپنی پسند سے اس میں کمی بیشی نہیں کر سکتا بلکہ جو قرآن فرماتا ہے جو حکم وحئ الٰہی سے آتا ہے میں اپنی پوری کوشش اور پورے خلوص کے ساتھ اس کی اطاعت کرتا ہوں۔

شیعہ کا دعوےٰ عقلاً بھی محال ہے

یاد رہے جس طرح قرآن کے الفاظ میں تبدیلی جائز نہیں اُسی طرح اس کے معانی تبدیل کرنا بھی تحریفِ قرآن ہی کا ایک انداز ہے لہٰذا معنیٰ و تشریح سنت اور حدیث کے مطابق جائز ہو گی اور یہ ممکن ہی نہیں بلکہ محال عقلی بھی ہے کہ جن حضرات نے یہ آیات خود نبی کریم ﷺ سے سنی تھیں ان کے سامنے قرآن کی عبارت تبدیل کر دی گئی اور وہ تبدیل شدہ کتاب پر راضی ہو گئے۔ حالانکہ چودہ سو سال بعد تک پھر اس میں کوئی حرف تو کیا زیر، زبر تک تبدیل نہ ہو سکی۔ لہٰذا قرآن میں تبدیلی جائز بھی نہیں اور الفاظ کا بدلنا ممکن بھی نہیں۔ ہاں! جو لوگ معنیٰ اپنی مرضی کا پہنا کر بعض فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں انہیں بھی یوم حساب کی شدید گرفت سے ڈرنا اور توبہ کرنا ضروری ہے۔ ورنہ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اگر مَیں بھی ایسا کروں تو یہ میرے ربّ کی نافرمانی ہو گی جس کا نتیجہ آخرت کا اور حشر کے دن کا عذاب ہے اور مَیں اس سے ڈرتا ہوں۔ اگرچہ آپ ﷺ کا ایسا کرنا ناممکن تھا مگر ایسا کرنے والوں کو یہ یقین بھی کر لینا ضروری ہے کہ کوئی بھی اس کی سزا سے نہ بچ سکے گا جو اللہ سے دُوری، دنیا میں تباہی اور آخرت میں ہلاکت ہے۔

نبوّت اور وحی کی صداقت کی سب سے بڑی عقلی دلیل قبلِ بعثت کی عمر شریف ہے

فرمایا، میرے حبیبؐ! ان سے فرمایئے کہ مَیں تم میں کہیں سے اچانک نہیں آیا ہوں بلکہ چالیس برس کا طویل عرصہ بچپن، لڑکپن اور جوانی تم لوگوں میں بسر کی ہے۔ کیا کبھی کوئی ایسی بات یا ایسا کام یا ایسا دعوٰی میں نے پہلے بھی کیا ہے؟ یا اس طویل عرصے میں کبھی کسی معاملہ میں غلط بیانی ثابت کر سکتے ہو؟ یا کسی کاہن یا راہب یا پادری سے کچھ سیکھا ہے؟ یا کسی طرح کی دولت و اقتدار کا لالچ کیا ہے؟ جب یہ سب کچھ نہیں تو کیا معاذ اللہ اب میں اپنی عمر کے اس پختہ تر حصے میں اللہ پر جھوٹ بولوں گا؟ ہرگز نہیں! اگر اللہ کی طرف سے وحی نازل نہ ہوتی تو میں تمہیں آیاتِ الٰہیہ سنانا تو رہا ایک طرف، اس موضوع پر تم سے بات تک نہ کرتا۔ اگر ذرا بھی عقل سے سوچو تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ اور اس کے بعد یہ بھی جان لو کہ اللہ کریم کے ذمّہ جھوٹی بات لگانا جو اُس نے فرمائی نہ ہو اور اس کے حوالے سے کہنا یا اس کی ارشاد فرمائی ہوئی بات کا انکار کرنا دونوں

ہی بہت بڑے ظلم ہیں اور ان کا ارتکاب کرنے والا بہت ہی بڑا ظالم اور قانونِ الٰہی یہ ہے کہ جُرم کرنے والا کبھی فائدہ حاصل کرنے والا نہیں ہوتا ۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی بھی شخص کی اہلیت و استعداد پہ سب سے بڑا عقلی گواہ اس کا کردار ہے اور اس کی گزشتہ زندگی ہے ۔

غیر اللہ کی عبادت عقلاً بھی دُرست نہیں

ذرا ان کی عقل کا کمال دیکھئے کہ رسالت و نبوت اور وحیِ الٰہی کے لِئے تو عقلی دلیل طلب کی جارہی ہے اور دوسری طرف غیر اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں ۔ بھلا یہ کون سی عقلمندی ہے کہ جو خود مخلوق ہے اپنی ذات اور اپنی صفات میں اپنے خالق کی محتاج ہے وہ کسی دوسرے کے لِئے کیا سنوار سکتی ہے ؟ یا ایسی ذات کسی کا کیا بگاڑ سکتی ہے ؟ کچھ بھی تو نہیں اور یہ بات عقلاً بھی محال ہے کہ اپنے لِئے تو کسی اور کا محتاج ہو اور وہی وجُود دُوسروں کے لِئے معبود قرار پائے ۔ یاد رہے کہ نفع کی اُمید پر یا نقصان کے خوف سے کسی کی اطاعت یا اظہارِ عجز ہی عبادت کہلاتا ہے اور اسباب دُنیا کو اللہ کے حکم کے مطابق اختیار کرنا اللہ کی عبادت ہے کہ اطاعت اُسی کی ہے مگر اس کی اطاعت کے خلاف اسباب یا ذوات پہ بھروسہ ان کی عبادت تصوّر ہوتا ہے اور جب یہ بات عقلاً بھی ثابت نہیں کر سکتے ، تو کہتے ہیں یہ خود تھوڑے ہی ہماری ضروریات پُوری کرتے ہیں بلکہ یہ تو اللہ کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی ہیں اور وہاں سے ہمیں نعمتیں دِلواتے ہیں ۔

آپؐ ان سے فرمائیے کہ تم لوگ اللہ کریم کو ایسی ہستیوں کا پتہ دیتے ہو جن کا وجود اس کے علم میں ہرگز نہیں یعنی اس کا علم دائمی اور حاضر ہے جو ہو چکا ہے جو ہو رہا ہے اور جو ہوگا سب اس کے علم میں حاضر ہے اور ہر تنکے اور ہر ذرّے اور ساری کائنات کی چھوٹی سے چھوٹی شے کو وہ خود جانتا ہے ۔ بھلا جس شے کا وجود عالم میں تو کیا ، اس کے علم میں بھی نہیں اس کی کیا حیثیت ہے کچھ بھی تو نہیں یہ محض تمہاری گمراہی ہے ۔ اس کی ذات ان توہمات سے بہت ہی بلند اور ہر طرح کی کمزوری سے پاک ہے کسی طرح بھی اس کی ذات یا صفات میں کوئی بھی شریک نہیں ہو سکتا اور عقلاً بھی عبادت کی مستحق صرف اور اکیلی وہ ذات ہے جو دیتی سب کو ہے مگر کسی سے کچھ لینے کی احتیاج سے پاک ہے ۔

اِنسانوں کی دو جماعتیں یا فرقے یا قومیں

سارے انسان ایک ہی طریقے پر تھے ایک ہی قوم تھے مگر یہ کفر و شرک ہی کی مصیبت تھی جس نے انھیں تقسیم کر دیا۔ گویا انسانی تقسیم رنگ و نسل یا جغرافیائی بنیاد پر درست نہیں، مومن جہاں کہیں بھی ہے وہ اُسی ایک جماعت کا فرد ہے اور دوسرا فرقہ کافر ہے خواہ کیسا ہو کہیں ہو، "اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ" سارے کا سارا کفر ایک ہی فرقہ ہے۔ لہٰذا دنیا میں صرف دو قومیں ہیں، مومن اور کافر۔ اس سے کمتر درجے پر مثلاً علاقائی تقسیم یا نسبی اعتبار سے قوم شمار کرنا محض کسی فرد کی پہچان تو ہو سکتی ہے اس کی قوم نہیں۔ پنجابی یا پٹھان قوم نہیں، قوم مسلمان ہے اور اسی بنیاد پر روئے زمین کے مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ یہ توحیدِ باری پہ اتحاد کو چھوڑ کر مختلف عقائد و نظریات اور کفر و شرک پہ جمع ہونا تو بنی آدم کو کب کا تباہ کر چکا ہوتا مگر اللہ نے پہلے سے سب انسانوں کے لئے فرصت و مہلت مقرر فرما دی ہے لہٰذا وقتِ معین تک ہر کسی کو مہلت دی جاتی ہے ورنہ بات تو فوراً بھی طے ہو سکتی تھی اور اب جس کی مہلت تمام ہوتی ہے کم از کم اسے تو یقینی صورتحال کا پتہ چل جاتا ہے ایک روز سب یکجا بھی دیکھ لیں گے۔

پھر یہ کہہ دیتے ہیں کہ اگر آپؐ سچے رسُول ہیں تو ہمارے طلب کردہ معجزات ان پر کیوں ظاہر نہیں ہوتے تو فرمائیے، یہ محض جہالت کی بات ہے اس میں کوئی وزن نہیں، اس لئے کہ آپؐ کی عمر مبارک اور حالات بہت بڑا معجزہ ہیں کہ پورے معاشرے میں ایک بچہ، ایک لڑکا اور صرف ایک فرد قبلِ نبوت بھی ایسا ہو جس کے کردار پر کہیں انگلی نہ رکھی جا سکے پھر قرآن حکیم کتنا بڑا معجزہ ہے جس نے وہ حقائق بیان فرمائے جو صرف اُسی کی شان ہے، دوسرا کوئی ان پر زبان کھولنے کی جرأت نہ کرتا۔ علاوہ ازیں دیگر بے شمار معجزات تو کیا انکی وجہ سے تم لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی اگر نہیں ہو سکی اور تم نے ان تمام کو جادو وغیرہ کہہ کر ٹھکرا دیا تو کیا ضروری ہے کہ جو تم کہو وہی معجزہ بھی ظاہر ہو جائے۔ بظاہر تو اس کی ضرورت نہیں اور یقینی بات کہ ایسا ہو بھی جائے تو کیا خبر کہ اس بات کا تعلق تو غیب کے علوم سے ہے کہ کب کیا ہو گا؟ اور غیب جاننا اللہ کریم کا وصف ہے لہٰذا انتظار کرو اور دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ مَیں بھی تو تمھارے ساتھ منتظر ہوں۔

لہٰذا خاص کرامات کی طلب شیخ سے مناسب نہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ بے شمار کرامات کا ظہور اللہ پاک کی طرف سے ہوتا ہے اور سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ خود بھی آپ ﷺ کی اطاعت پہ کاربند ہو اور جو

ساتھ لگے اس کو بھی کار بند کرے ۔

رکوع نمبر ۳ آیات ۲۱ تا ۳۰ یعتذرون ۱۱/۸

وَإِذَآ أَذَقْنَا ٱلنَّاسَ رَحْمَةً مِّنۢ بَعْدِ
ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِىٓ ءَايَاتِنَا ۚ
قُلِ ٱللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ
مَا تَمْكُرُونَ ﴿٢١﴾
هُوَ ٱلَّذِى يُسَيِّرُكُمْ فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰٓ
إِذَا كُنتُمْ فِى ٱلْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ
طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا۟ بِهَا جَآءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ
وَجَآءَهُمُ ٱلْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوٓا۟
أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ
لَهُ ٱلدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِۦ
لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ﴿٢٢﴾
فَلَمَّآ أَنجَىٰهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِى ٱلْأَرْضِ
بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ ۗ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ
عَلَىٰٓ أَنفُسِكُم ۖ مَّتَٰعَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۖ ثُمَّ
إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٣﴾
إِنَّمَا مَثَلُ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنزَلْنَٰهُ
مِنَ ٱلسَّمَآءِ فَٱخْتَلَطَ بِهِۦ نَبَاتُ ٱلْأَرْضِ
مِمَّا يَأْكُلُ ٱلنَّاسُ وَٱلْأَنْعَٰمُ حَتَّىٰٓ
إِذَآ أَخَذَتِ ٱلْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَٱزَّيَّنَتْ
وَظَنَّ أَهْلُهَآ أَنَّهُمْ قَٰدِرُونَ عَلَيْهَآ
أَتَىٰهَآ أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَٰهَا
حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَ بِٱلْأَمْسِ ۚ كَذَٰلِكَ
نُفَصِّلُ ٱلْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾
وَٱللَّهُ يَدْعُوٓا۟ إِلَىٰ دَارِ ٱلسَّلَٰمِ وَيَهْدِى
مَن يَشَآءُ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢٥﴾

اور جب ہم لوگوں کو تکلیف پہنچنے کے بعد (اپنی) رحمت (سے
آسائش) کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ ہماری آیتوں میں حیلے کرنے
لگتے ہیں کہہ دو کہ خدا بہت جلد حیلہ کرنے والا ہے اور جو حیلے
تم کرتے ہو ہمارے فرشتے ان کو لکھتے جاتے ہیں ﴿۲۱﴾
وہی تو ہے جو تم کو جنگل اور دریا میں چلنے پھرنے اور سیر کرنے کی
توفیق دیتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں سوار ہوتے ہو اور کشتیاں
پاکیزہ ہوا کے نرم نرم جھونکوں سے سواروں کو لیکر چلنے لگتی ہیں اور وہ ان سے
خوش ہوتے ہیں تو ناگہاں زناٹے کی ہوا چل پڑتی ہے اور لہریں ہر طرف سے
ان پر (جوش مارتی ہوئی) آنے لگتی ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ (اب تو) لہروں
میں گھر گئے۔ تو اس وقت خالص خدا ہی کی عبادت کر کے اس سے دعا مانگنے لگتے ہیں کہ
(اے خدا) اگر تو ہمکو اس سے نجات بخشے تو ہم (تیرے) بہت ہی شکر گزار ہوں ﴿۲۲﴾
لیکن جب وہ انکو نجات دے دیتا ہے تو ملک میں ناحق شرارت کرنے
لگتے ہیں۔ لوگو! تمہاری شرارت کا وبال تمہاری ہی جانوں پر ہوگا
تم دنیا کی زندگی کے فائدے اٹھا لو پھر تم کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر
آنا ہے اس وقت ہم تم کو بتائیں گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے ﴿۲۳﴾
دنیا کی زندگی کی مثال مینہ کی سی ہے کہ ہم نے اسکو آسمان سے برسایا۔
پھر اسکے ساتھ سبزہ جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں ملکر نکلا یہاں تک
کہ زمین سبزے سے خوشنما اور آراستہ ہوگئی۔ اور زمین والوں نے خیال کیا
کہ وہ اس پر پوری دسترس رکھتے ہیں ناگہاں رات کو یا دن کو ہمارا حکم
(عذاب) آ پہنچا تو ہم نے اس کو کاٹ (کر ایسا کر) ڈالا کہ
گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ جو لوگ غور کرنے والے
ہیں ان کے لئے ہم (اپنی قدرت کی) نشانیاں اسی
طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں ﴿۲۴﴾
اور خدا سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا
ہے سیدھا رستہ دکھاتا ہے ﴿۲۵﴾

21. And when We cause mankind to taste of mercy after some adversity which had afflicted them, behold! they have some plot against Our revelations. Say: Allah is more swift in plotting. Lo! Our messengers write down that which ye plot.

22. He it is Who maketh you to go on the land and the sea till, when ye are in the ships and they sail with them with a fair breeze and they are glad therein, a storm-wind reacheth them and the wave cometh unto them from every side and they deem that they are overwhelmed therein; (then) they cry unto Allah, making their faith pure for Him only: If Thou deliver us from this, we truly will be of the thankful.

23. Yet when He hath delivered them, behold! they rebel in the earth wrongfully. O mankind! Your rebellion is only against yourselves. (Ye have) enjoyment of the life of the world; then unto Us is your return and We shall proclaim unto you what ye used to do.

24. The similitude of the life of the world is only as water which We send down from the sky, then the earth's growth of that which men and cattle eat mingleth with it till, when the earth hath taken on her ornaments and is embellished, and her people deem that they are masters of her, Our commandment cometh by night or by day and We make it as reaped corn as if it had not flourished yesterday. Thus do We expound the revelations for people who reflect.

25. And Allah summoneth to the abode of Peace, and leadeth whom He will to a Straight path.

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا
يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ
أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٦﴾
وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ
بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ مَا لَهُمْ مِنَ
اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۖ كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ
قِطَعًا مِنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ
النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٧﴾
وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ
أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۖ
وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿٢٨﴾
فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا
عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ﴿٢٩﴾
هُنَالِكَ تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَا أَسْلَفَتْ ۚ وَ
رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ ۖ وَضَلَّ عَنْهُمْ
مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٣٠﴾ ع

جن لوگوں نے نیکوکاری کی ان کے لئے بھلائی ہے اور
(مزید برآں) اور بھی۔ اور ان کے مونہوں پر نہ تو سیاہی چھائیگی
اور نہ رسوائی۔ یہی جنتی ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ﴿٢٦﴾
اور جنہوں نے بُرے کام کئے تو بُرائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا
اور انکے مونہوں پر ذلت چھا جائے گی۔ اور کوئی ان کو خدا
سے بچانے والا نہ ہوگا۔ انکے مونہوں (کی سیاہی کا یہ عالم
ہوگا کہ ان) پر گویا اندھیری رات کے ٹکڑے اُڑھا دیئے
گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں کہ ہمیشہ اس میں رہیں گے ﴿٢٧﴾
اور جس دن ہم ان سب کو جمع کرینگے پھر مشرکوں سے کہینگے کہ تم اور
تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھیرے رہو۔ تو ہم اُنمیں تفرقہ ڈال
دینگے اور انکے شریک (اُنسے) کہینگے کہ تم ہمکو تو نہیں پوجا کرتے تھے ﴿٢٨﴾
ہمارے اور تمہارے درمیان خدا ہی گواہ کافی ہے۔ ہم تمہاری
پرستش سے بالکل بےخبر تھے ﴿٢٩﴾
وہاں ہر شخص (اپنے اعمال کی) جو اس نے آگے بھیجے ہونگے
آزمائش کرلے گا اور وہ اپنے سچے مالک کی طرف لوٹائے
جائینگے اور جو کچھ وہ بہتان باندھا کرتے تھے سب اُن سے جاتا رہیگا ﴿٣٠﴾

26. For those who do good is the best (reward) and more (thereto). Neither dust nor ignominy cometh near their faces. Such are rightful owners of the Garden; they will abide therein.

27. And those who earn ill deeds, (for them) requital of each ill deed by the like thereof; and ignominy overtaketh them—They have no protector from Allah—as if their faces had been covered with a cloak of darkest night. Such are rightful owners of the Fire; they will abide therein.

28. On the Day when We gather them all together, then We say unto those who ascribed partners (unto Us): Stand back, ye and your (pretended) partners (of Allah)! And We separate them, the one from the other, and their (pretended) partners say: It was not us ye worshipped.

29. Allah sufficeth as a witness between us and you, that we were unaware of your worship.

30. There doth every soul experience that which it did aforetime and they are returned unto Allah, their rightful Lord, and that which they used to invent hath failed them.

اسرار و معارف

کفر اور نافرمانی سے دل تباہ ہو کر ان کی سوچ اُلٹ جاتی ہے لہٰذا ایسے لوگوں کو سفرِ حیات میں جب کبھی تنگی اور تکلیف سے آرام ملتا ہے مشکلات کے بعد جب کسی میدان سے گزرنے کے لمحے آتے ہیں جو سراسر رحمتِ الٰہی کا مظہر ہوتا ہے تو بجائے شکر کرنے کے اُلٹا اللہ کے دین اور اس کے احکام کو ناکام بنانے کے حیلے سوچنے لگتے ہیں۔ ان نادانوں کو بتا دیجیے کہ تم آخر مخلوق ہو، عاجز ہو۔ جس طرح تمھاری ذات محدود ہے۔ صفات بھی محدود ہیں۔ سوچ اور فکر تک مخلوق ہے۔ بھلا جس خلاقِ عالم نے تمام جہانوں کی تدبیر فرما دی۔ اس کی تدبیر کو تم کیا رد کرسکو گے کہ تم تو چندے دُنیا میں ہو، نہ تھے، نہ رہوگے اور اس کی قدرتِ کاملہ تو ہمیشہ سے تدبیرِ جہاں کرچکی ہے ہاں! ایک یہ نتیجہ ہے اور صرف اتنا ہی اثر ہے کہ جو کچھ تم حیلے حوالے کرتے ہو، اعمال کے لکھنے والے فرشتے

انھیں لکھتے رہتے ہیں اور روزِ محشر وہ خود تمھارے لیئے ہی مصیبت کا سبب بنیں گے۔

تمھیں اگر کوئی بھی نقشِ حیات اس کا پتہ نہیں دے سکتا حالانکہ ہر ذرّہ اور ہر تِنکا اس کی عظمت پہ گواہ ہے تو آؤ! تمھیں اس سے واقف کرا دیں۔ کسی ایسے لمحے کو یاد کرو، جب آرام و آسائش میں اچانک موت کا دہشتناک سنّاٹا تمھارے گرد چھائے اور اس سے بچنے کا کوئی ظاہری سبب نظر نہ آ رہا ہو تو تمھیں کسی ایسی ہستی کا خیال آتا ہے جو تمھارے حال سے واقف بھی ہے اور جو بچانے پہ قادر بھی۔ یقیناً تم دل سے کہہ اُٹھتے ہو کہ اگر آج بچا لے تو زندگی بھر شکر گزار رہیں گے۔

مثلاً جیسے تم اپنے کاروباری سفروں میں سمندروں میں سفر کرتے ہو اور موافق ہوا میں مزے لے رہے ہوتے ہو کہ اچانک ہوا رُخ پھیر لیتی ہے اور اس میں تیزی آنے لگتی ہے حتیٰ کہ سمندر بپھر کر تہہ و بالا ہونے لگتا ہے اور پہاڑوں جیسی موجیں کشتیوں اور جہازوں کو تنکوں کی طرح اٹھا اٹھا کر پٹکنے لگتی ہیں اور تمھیں کسی طرف کوئی اُمید کی کرن نظر نہیں آتی تو تم ایک غائبانہ طاقت کو بے اختیار پکار اُٹھتے ہو۔ تمھارے اندر سے آواز آتی ہے کہ اے میرے مالک! مجھے بچا لے۔ وہی مالک ہی تو اللہ ہے کہ تم کہہ رہے ہوتے ہو آج اس مصیبت سے بچا لے کہ یہاں تو قبر بھی نہ بنے گی اور اہل و عیال سے دُور مال و دولت سمیت غرق ہو جائیں گے۔ اگر یہاں سے بچا لے تو ہمیشہ تیرا شکر ادا کرتے رہیں گے مگر جب طوفان تھم جاتے ہیں اور اللہ جل کی قدرتِ کاملہ تمھیں سلامتی سے کنارے لگا دیتی ہے۔ گھر اور بچوں میں پہنچتے ہو تو پھر وہ بات بھول کر اللہ کی زمین پر ظلم اور فساد مچاتے ہو۔ ایمان سے انکار اور اتباعِ شریعت سے محرومی کا ہر قدم فساد فی الارض ہے خواہ وہ کسی صورت میں ہو۔ لیکن اے اولادِ آدم علیہ السلام اچھی طرح جان لو، تمھاری کسی برائی سے نہ اللہ کی ذات کا کوئی نقصان ہوتا ہے نہ اس کے نظام میں کوئی رکاوٹ پڑتی ہے بلکہ تمھارے گناہ اور تمھاری نافرمانی کے نتیجے میں خود تم پر ہی تباہی آتی ہے۔ یہ چند روزہ حیات بھی مختلف مشکلات سے متاثر ہو کر دشوار تر ہو جاتی ہے اور یہ تو ہے ہی بہت تھوڑی سی۔ پھر تم سب کو اللہ جل ہی کی بارگاہ میں پلٹنا ہے، لوٹ کر وہیں حاضر ہونا ہے اور وہاں تمھاری ہر چھوٹی بڑی خطا تمھارے سامنے رکھ دی جائے گی کہ یہ تمھارا وہ عمل ہے جو تم نے دارِ عمل میں کیا۔ اب یہاں دارِ جزا ہے لہٰذا اس کا نتیجہ بھگتو۔

دُنیا کی زندگی کا نقشہ تو تمھارے رُوبرو ہے۔ دیکھتے ہو جب بارشیں برستی ہیں، بہار آتی ہے تو زمین

ایک گلستاں بن جاتی ہے اور طرح طرح کے سبزے، چارے، پھول اور پھل روئے زمین کو ایک وسیع دسترخوان بنا دیتے ہیں اور انسان حیوان سب عیش کرتے ہیں، طرح طرح کی نعمتیں کھاتے ہیں اور بیچارے یہ سوچنے لگتے ہیں کہ اب تو موج ہی موج ہے بڑے عیش بن گئے کہ اچانک اللہ کی تقدیر اس پہ جاری ہوتی ہے اور اکثر اوقات فصلیں پکنے سے پہلے، درخت پھل لانے سے بیشتر اور سبزہ عمرِ طبعی کو پانے سے قبل ہی طوفانوں کی نذر ہو جاتے ہیں۔ کسی شب ظلمتوں میں یا کسی دن کے اداس لمحوں میں جب طوفان تھمتا ہے تو ہر چیز تباہ ہو چکی ہوتی ہے، جیسے کل یہاں کچھ بھی تو نہ تھا یا جیسے کبھی یہ زمین آباد ہی نہ تھی۔

انسانی کردار میں تبدیلیاں

یہ زندگی کی مثال انسانی کردار کی عکاس بھی ہے کہ اگر دل میں نقص پیدا ہو جائے یعنی اس کا خلوص مجروح ہو جائے تو بڑے سے بڑا صوفی اور صاحبِ حال بھی یوں تباہ ہو سکتا ہے جیسے اس نے کبھی ایمان بھی قبول نہ کیا ہو۔ لہٰذا بلندیٔ منازل پہ تفاخر کی بجائے تشکّر لازم ہے۔ جن لوگوں کو غور و فکر کی عادت ہو، جو ہر انسان کو ہونی چاہیئے تو ان کے لئے تو بات بہت واضح انداز میں بیان کر دی جاتی ہے۔ ہاں! جو بدنصیب فکرِ فردا ہی سے غافل ہوں انھیں کیا فائدہ ہوگا؟

اللہ کریم نے انسان کو پسند کا اختیار دے کر چھوڑ نہیں دیا حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو بھی بالکل درست ہوتا کہ وہ اپنی پسند سے اپنا راستہ بنا لیتا اور دنیا میں انقلابات سے سبق حاصل کر کے تخلیقات سے اس کی عظمت کو بھانپ کر اطاعت کا راستہ اختیار کرتا اور اللہ کے عذاب میں گرفتار ہونے سے خود کو بچاتا۔ اس کے باوجود وہ اتنا کریم ہے کہ انسانوں کو سلامتی کے گھر کی طرف یعنی جنّت کی طرف جہاں ہر طرح کی سلامتی ہے بے حد و حساب نعمتیں ہیں، ہمیشہ کی زندگی ہے اور ہر طرح کا آرام، جہاں تکلیف کا تصوّر ہی نہیں۔ اس کی طرف مختلف انداز میں بُلاتا ہی رہتا ہے۔ انبیاء مبعوث فرما کر، اپنی کتب نازل فرما کر اور آپ ﷺ کی بعثت سے ساری انسانیت کو دعوتِ عام کر دی۔ اپنی کتاب کو ہمیشہ کے لئے دنیا میں محفوظ رکھنے کا ذمہ لیا اور ہمیشہ ایسے لوگ بھی رکھے گا جو محض اللہ کی خاطر، اللہ ہی کی طرف دعوت دیتے رہیں گے اور جسے چاہے اسے اس راہ پر چلنے کی توفیق بھی عطا کر دیتا ہے اور یہ اللہ کریم کی پسند انسان کے قلبی فیصلے پہ ہوتی ہے جیسا کہ اس نے خود فرما دیا ہے یھدی الیہ مَن یُنیب۔ کہ خلوصِ دل سے جو ہدایت طلب کرے جس کے اندر یہ فیصلہ ہو جائے کہ مجھے اپنے مالک

کو پانا ہے تو ان کی پوری پوری رہنمائی بھی فرماتا ہے اور راستے پر چلاتا بھی ہے۔

یاد رکھو نیکی کا بدلہ ہر حال میں تمھارے اعمال سے کئی گنا بڑھا کر دے گا اور پھر اسے بدلہ اور اجر ہی شمار فرما کر اپنی طرف سے اس پر زیادہ دے گا جس کا تم اندازہ نہیں کرسکتے کہ تمھارے عمل کے بدلے کو بڑھا کر کئی گنا کر دیا تو بھی وہ تمھاری نسبت سے تھا مگر جب بہت زیادہ دے گا تو اپنی شان کے مطابق دے گا جو انسانی عقل اور اعداد و شمار کی گرفت سے بہت بالا ہے اور ان کے چہرے خوشی سے دمک رہے ہوں گے، کوئی غم کا سایہ ہوگا نہ پریشانی کا اثر۔ ایسے ہی لوگ جنّت کے باسی ہیں جو وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

وہ تو بدکاروں سے بھی کرم کا سلوک کرتا ہے کہ نافرمانوں کو اتنی ہی سزا دے گا جس قدر ان کی نافرمانی پہ بنتی ہوگی لیکن یہ یاد رکھو، نافرمانی کس کی ہے اس لئے چھوٹا گناہ بھی اس نسبت سے بہت بڑا ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی نافرمانی تو ہے لہٰذا ذلت و رسوائی کا اثر کافروں کے چہرے سیاہ کردے گا اور پتہ چل جائے گا کہ اللہ کے سوا اس مصیبت میں کوئی کام نہ آسکے گا نہ کوئی اس عذاب سے بچا سکے گا۔ ان کا حال یہ ہو جائے گا جیسے انسانی چہرہ تاریک رات کے پردوں سے ڈھانپ دیا گیا ہو یہ روسیاہ دوزخ میں رہیں گے اور ہمیشہ رہیں گے۔

روزِ محشر تو مشرکین بھی جمع کئے جائیں گے اور ان کے بُت بھی اور ارشاد ہوگا اپنی جگہ پر رہو کہ عرصۂ محشر میں دنیا کے رشتے تو ختم ہو چکے ہوں گے۔ بقا تو صرف اس ناطے کو ہوگی جو اللہ کے نام پر بنے گا لہٰذا اب نہ تم پجاری رہے نہ یہ تمھارے دیوتا، اپنی اپنی جگہ جوابدہی کے لئے رُک جاؤ گے تو بُت بھی چلا اٹھیں گے کہ نادانو! ہمیں تمھاری پُوجا اور عبادت سے کیا غرض، ہم تو محض پتھر تھے ہمیں تو یہ شعور بھی نہ تھا کہ دعوت دینا تو کجا، جو تم ہماری پوجا کرتے تھے اس کا پتہ تو چلتا کوئی رنج و راحت کا اثر ہوتا مگر کچھ بھی تو نہ تھا ہمارا اللہ خود گواہ ہے کہ ہمیں تمھاری اس حرکت کی خبر تک نہ تھی، مالک جانتا ہے جس نے ہمیں عقل و شعور ہی سے بیگانہ رکھا۔ بُتوں کے پاس یہ عُذر تو ہوگا اس کے باوجود دوزخ میں جلنے کا حکم ہوگا کہ مشرکین پر آگ جلانے کا ایندھن بنیں گے۔

اللہ کے حکم کے خلاف اپنی بات منوانا

مگر جو انسان اللہ کے حکم کے خلاف اپنی بات منواتے اور اپنی اطاعت کرواتے ہوں۔ حکمران ہوں یا سیاستدان پیر ہوں یا مولوی، اساتذہ ہوں یا والدین کسی کے پاس کوئی معقول عذر بھی نہ ہوگا لہٰذا سب کی ذمّہ داری ہے

کہ اللہ کی اطاعت پہ چلائیں اور اللہ کی طرف دعوت بھی دیں اور رہنمائی بھی کریں۔

کہ اس میدان میں ہر کوئی اپنے اعمال کو پالے گا اور ان کی اصلیت سے باخبر ہو جائے گا۔ جو لوگ یہاں کفر اور برائی کو بڑا لذیذ سمجھ رہے ہیں یا اسے بہت مفید سمجھتے ہیں، وہاں اچھی طرح جان سکیں گے کہ ان کی حقیقت کیا تھی۔ کہ اللہ کی گرفت سے تو کوئی بھاگ نہیں سکے گا۔ سب کو اسی کی طرف لوٹنا ہوگا اور تمام وہ آسرے، وہ امیدیں جو اس کی ذات اور احکام کے برخلاف انسانوں نے اپنا رکھے ہوں گے ختم ہو جائیں گے۔

رکوع نمبر ۴ — آیات ۳۱ تا ۴۰ — یعتذرون 11 / 9

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ
الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ
الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ
فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾
فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ
الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾
كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ
فَسَقُوْۤا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾
قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا
الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا
الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾
قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْۤ
اِلَى الْحَقِّ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ اَفَمَنْ
يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا
يَهِدِّيْۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّهْدٰى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾
وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا اِنَّ الظَّنَّ
لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ
بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾
وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ

(ان سے) پوچھو کہ تم کو آسمان اور زمین میں رزق کون دیتا ہے یا (تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور بے جان سے جاندار کون پیدا کرتا ہے اور جاندار سے بے جان کون پیدا کرتا ہے اور دنیا کے کاموں کا انتظام کون کرتا ہے؟ جھٹ کہہ دینگے کہ خدا۔ تو کہو کہ پھر تم (خدا سے) ڈرتے کیوں نہیں؟ (۳۱)
یہی خدا تو تمہارا پروردگار برحق ہے اور حق بات کے ظاہر ہونے کے بعد گمراہی کے سوا ہے ہی کیا؟ تو تم کہاں پھرے جاتے ہو؟ (۳۲)
اسی طرح خدا کا ارشاد ان نافرمانوں کے حق میں ثابت ہو کر رہا کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے (۳۳)
(ان سے) پوچھو کہ بھلا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ مخلوقات کو ابتداءً پیدا کرے (اور) پھر اسکو دوبارہ بنائے؟ کہدو کہ خدا ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اسکو دوبارہ پیدا کریگا تو تم کہاں الٹے جا رہے ہو؟ (۳۴)
پوچھو کہ بھلا تمہارے شریکوں میں کون ایسا ہے کہ حق کا رستہ دکھائے۔ کہدو کہ خدا ہی حق کا رستہ دکھاتا ہے۔ بھلا جو حق کا رستہ دکھائے وہ اس قابل ہے کہ اسکی پیروی کی جائے یا وہ کہ جب تک کوئی اسے رستہ نہ بتائے رستہ نہ پائے۔ تو تم کو کیا ہوا ہے کیسا انصاف کرتے ہو؟ (۳۵)
اور ان میں کے اکثر صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں۔ اور کچھ شک نہیں کہ ظن حق کے مقابلے میں کچھ بھی کارآمد نہیں ہو سکتا۔ بیشک خدا تمہارے (سب) اعمال سے واقف ہے (۳۶)
اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ خدا کے سوا کوئی اس کو اپنی طرف سے بنا لائے۔ ہاں (ہاں یہ خدا کا کلام ہے) جو (کتابیں) اس

31. Say (unto them, O Muhammad): Who provideth for you from the sky and the earth, or Who owneth hearing and sight; and Who bringeth forth the living from the dead and bringeth forth the dead from the living; and Who directeth the course? They will say: Allah. Then say: Will ye not then keep your duty (unto Him)?

32. Such then is Allah, your rightful Lord. After the Truth what is there saving error? How then are ye turned away!

33. Thus is the word of thy Lord justified concerning those who do wrong: that they believe not.

34. Say: Is there of your partners (whom ye ascribe unto Allah) one that produceth Creation and then reproduceth it? Say: Allah produceth Creation, then reproduceth it. How, then, are ye misled!

35. Say: Is there of your partners (whom ye ascribe unto Allah) one that leadeth to the Truth? Say: Allah leadeth to the Truth. Is He Who leadeth to the Truth more deserving that He should be followed, or he who findeth not the way unless he (himself) be guided. What aileth ye? How judge ye?

36. Most of them follow naught but conjecture. Assuredly conjecture can by no means take the place of truth Lo! Allah is Aware of what they do.

37. And this Qur'ân is not such as could ever be invented despite of Allah; but it is a confirmation of that which

بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ
لَا رَيْبَ فِيهِ مِن رَّبِّ
الْعَالَمِينَ ﴿٣٧﴾
أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ
مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ
اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٨﴾
بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا
يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ
مِن قَبْلِهِمْ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿٣٩﴾
وَمِنْهُم مَّن يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُم مَّن لَّا
يُؤْمِنُ بِهِ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ
بِالْمُفْسِدِينَ ﴿٤٠﴾ ع

سے پہلے کی، ہیں۔ اُن کی تصدیق کرتا ہے اور اُنہی کتابوں کی
(اس میں) تفصیل ہے (اس میں کچھ شک نہیں کہ) یہ رب العالمین
کی طرف سے (نازل ہوا) ہے ﴿٣٧﴾
کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو اپنی طرف سے بنا لیا
ہے کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تم بھی اس طرح کی ایک سورت بنا لاؤ
اور خدا کے سوا جن کو تم بلا سکو بلا بھی لو ﴿٣٨﴾
حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کے علم پر یہ قابو نہیں پا سکے اسکو
(نادانی سے) جھٹلا دیا اور ابھی اس کی حقیقت ان پر کھلی ہی
نہیں۔ اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے تھے اُنہوں نے تکذیب
کی تھی سو دیکھ لو کہ ظالموں کا کیسا انجام ہوا ﴿٣٩﴾
اور ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں کہ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور کچھ
ایسے ہیں کہ ایمان نہیں لاتے۔ اور تمہارا پروردگار شریروں
سے خوب واقف ہے ﴿٤٠﴾

was before it and an exposition of that which is decreed for mankind—Therein is no doubt—from the Lord of the Worlds.

38. Or say they: He hath invented it? Say: Then bring a sûrah like unto it, and call (for help) on all ye can besides Allah, if ye are truthful.

39. Nay, but they denied that, the knowledge whereof they could not compass, and whereof the interpretation (in events) hath not yet come unto them. Even so did those before them deny. Then see what was the consequence for the wrong-doers)!

40. And of them is he who believeth therein, and of them is he who believeth not therein, and thy Lord is best aware of the corrupters.

اسرار و معارف

اگر انھیں اب بھی اس بات کی سمجھ نہ آئی ہو تو آپؐ ان سے پُوچھتے کہ ذرا یہ بتاؤ ! آسمانوں سے پانی برسا کر کھیتیاں اور پھل کون اگاتا ہے اور ارض و سما کی نعمتوں کو کون پیدا کرتا ہے اور تمہاری خدمت پہ لگا دیتا ہے ۔ یہ ہوا ، یہ فضا ، یہ طرح طرح کے پھل ، چشمے ، جانور ، دُودھ ، گھی اور گوشت ، یہ تمہاری زندگی کے سامان کون پیدا کرتا ہے ؟ ارے یہ تو خارجی چیزیں ہیں خود تمہارے وجود کے اندر جو نعمتیں رکھی ہیں مثلاً حواس ہی کو لے لو ، تو یہ آنکھ ، کان وغیرہ تمہارے وجود کا حصہ ہونے کے باوجود کس کے قبضۂ قدرت میں ہیں کہ جب چاہتا ہے انھیں روشن کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے یہ کام چھوڑ بیٹھتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر بے جان قطرے سے تمھیں زندہ انسان کس نے بنا دیا اور کون ہے جو زندوں کو اس نعمت سے محروم کر کے موت کی اتھاہ گہرائیوں میں جانے پہ مجبور کر دیتا ہے اور یہ سب کچھ محض اچانک نہیں ، ایک مسلسل پروگرام کے تحت ہو رہا ہے ۔ زندگی اور موت کا یہ تسلسل انسانی شمار سے باہر ہے ۔ کوئی نہیں جانتا ایک لمحے میں کتنے انسان ، حیوان ، پرندے ، درخت ، گھاس کے تنکے ، جڑی بوٹیاں ، چشمے ، دریا ، بادل اور ذرات ریگزار موت کی آغوش میں چلے گئے ، صفحۂ ہستی سے نابود

ہو گئے۔ اور اسی لمحے میں کس قدر نئے تخلیق ہو گئے۔

تو کون ہے جو اس تمام نظام کی تدبیر کرتا ہے چونکہ یہ سب کچھ نہ تو کسی بُت سے ہو سکتا ہے کہ وہ تو اپنے حال سے بھی بے خبر ہے اور نہ کسی انسان، فرشتے یا جنّ وغیرہ کے بس کی بات ہے تو لامحالہ یہی جواب ہو گا کہ یہ سب تو اللہ ہی کرتا ہے تو فرمائیے تمھیں اس سے حیا نہیں آتی کہ عاجز مخلوق کو اس کے برابر درجہ دیتے ہو اور خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی پُوجا کرتے ہو۔ ہاں! ہاں یہی تمھارا پروردگار ہے یعنی پیدا کرنے والا بھی پالنے والا بھی، ہر وقت ہر ضرُورت پوری کرنے والا بھی اور پھر اپنی نعمتوں کا حساب لینے والا بھی اطاعت پہ انعام اور نافرمانی پہ سزا دینے والا بھی کہ یہ امور ربُوبیت کا خاصہ ہیں اور یہی حق ہے اور یاد رکھو، حق کے علاوہ جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ باطل ہوتا ہے اور ناحق یعنی گمراہی کا سامان ہوتا ہے۔ ایسا کوئی درجہ نہیں کہ آدمی اسلام پہ عمل نہ کرے مگر وہ گمراہی کی طرف بھی نہ جائے اور درمیان میں لٹکتا رہے بلکہ ہر کام اور ہر بات یا تو حق ہو گی اور یا پھر ناحق اور گمراہی۔ تو اے لوگو! تم حق کو چھوڑ کر کیوں پریشانی کے صحرا میں تباہی کو آوازیں دے رہے ہو۔ لیکن اللہ کے ارشادات کس قدر کھرے اور ثابت ہیں کہ گناہ کا اثر کس قدر شدید ہوتا ہے کہ اتنی واضح اور صاف بات کے باوجود بدکاروں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ جیسا کہ اللہ کریم نے بتا دیا تھا کہ گناہوں کی بھی ایک حد ہے جو اس سے گزر جائے اس کا دل تباہ اور سیاہ ہو کر ہدایت کی استعداد ہی کھو بیٹھتا ہے لہٰذا ایسے لوگ ایمان سے مشرف نہ ہوں گے۔

ذرا ان سے پُوچھئے! جن ہستیوں کو تم اللہ کے برابر پکارتے ہو یا اپنی ضرورتیں پورا کرنے والا جانتے ہو کیا ان میں سے کسی نے عدم سے کوئی وجود پیدا کیا یا ان میں یہ قوت ہے کہ فنا کے بعد مخلوق کو دوبارہ زندہ کریں؟ ہرگز نہیں! کہ وہ تو خود کسی کے پیدا کردہ اور موت کا شکار ہیں اور پھر اٹھ کر اس کی بارگاہ میں جواب دہی کے لئے حاضر ہونے والے ہیں۔ ہاں! یہ سُن لو کہ اللہ نے مخلوق کو عدم سے پیدا بھی فرمایا ہے انھیں موت بھی دیتا ہے اور سب کو پھر سے زندہ بھی کرے گا تم بھلا کہاں خاک چھانتے پھرتے ہو۔

کیا تمھارے باطل خیال کے مطابق جو مفروضہ اِلٰہ ہیں وہ کسی کی صحیح رہنمائی کر سکتے ہیں کہ راہِ حیات میں اس کی دستگیری فرما کر اسے بہتر انجام پر پہنچنے کی راہ بتا سکیں۔ ہرگز نہیں، بلکہ یہ صرف اللہ جلّ کی ذات ہے جو آنے والے

امورِ غیبیہ پر بھی انسانوں کو آگاہ فرماکر مصیبت سے بچنے اور راحت کو پانے کا طریقہ بتاتا ہے اور صحیح صحیح راہنمائی فرماتا ہے تو ذرا غور کرو! کیا اس کی اطاعت کی جائے گی جو رہنمائی فرماتا ہے یا ان بتوں کے پیچھے چلنا چاہیئے جو راہنمائی تو کیا کریں گے خود انہیں بھی اٹھا کر لے جانا پڑے؟ یوں تو بڑے دانا بنتے ہو یہاں تمہاری عقلیں کیا ہوئیں اور تم کیسے عجیب فیصلے کرتے ہو کہ اللہ جلّ کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش میں لگے ہو۔

حق یہ ہے کہ مشرکین محض اوہام کی زنجیر میں بندھے ہوئے ہیں اور محض گمان کے پیچھے چلتے ہیں۔ لیکن وہم اور گمان انسان کو حق سے بے نیاز تو نہیں کر سکتے وہ نتائج تو پیدا نہیں کرتے جو حق سے پیدا ہوتے ہیں۔

اور اللہ کریم تو ان کے سب اعمال سے ذاتی طور پر واقف ہیں اور سب جانتے ہیں۔

اعجاز القرآن

یہ کتاب ایسی کتاب نہیں کہ اللہ کے علاوہ کسی اور نے تصنیف کر دی ہو اور اللہ کے نام پر لگا دی ہو۔ یہ عقلاً محال ہے، اس لیئے کہ اس نے تاریخ کے اس دَور کو بھی موضوعِ بحث بنایا ہے جس کے حالات کا آج کے انسان تک صحیح حالت میں پہنچنا ممکن ہی نہ تھا نہ کوئی ایسا تحریری تسلسل موجود تھا اور صرف یہ ہی نہیں بلکہ اللہ کی ذات، اس کی صفات اور آخرت حساب و کتاب نیز فرشتوں کے وجود اور اس طرح کے تمام امورِ غیبیہ میں جو عقائد و نظریات پہلے انبیاء اور پہلی کتابوں میں بیان ہوئے۔ سرِمُو ان سے انحراف نہیں کرتا بلکہ ان تمام حقائق کی تصدیق کرتا ہے حالانکہ ماننے والے لوگ اٹھ چکے اور کتابیں مرورِ زمانہ کی نذر ہو کر تبدیل ہو چکیں۔ حقائق انسانوں کی دسترس سے دُور چلے گئے مگر قرآنِ حکیم نے بھی ان تمام امور میں اسی ناقابلِ تبدیل حقیقت کی طرف دعوت دے کر پہلی کتب کی تصدیق بھی کر دی۔

پھر اُس نے بہت سے عقلی مضامین پر بحث فرمائی ہے اور کھل کر فرمائی ہے مثلاً انسانی تخلیق اور تعمیرِ بدن کے مراحل کو کس خوش اسلوبی سے بیان کیا۔ اگر عقل سے کام لیا جائے تو اُس دَور میں یہ سب کچھ بتانا انسان کے بس میں کب تھا۔ بارشوں کے نظام کی بات کر لو، پھلوں کے پکنے کی بحث ہو یا سبزے کے اُگنے کی، معاشرتی اقدار ہوں یا اخلاقی حدود، تعلقات کا پہلو ذاتی، خاندانی اور گھریلو ہو یا قومی اور ملکی ہر بات کو کھل کر بیان فرمایا۔ حتےٰ کہ بندے اور اس کے خالق کے تعلقات کیسے بنیں گے اور ان میں بگاڑ کب اور کہاں شروع ہوتا ہے کیوں شروع ہوتا ہے؟ اگر ان سب امور کو غور و فکر سے جانچا جائے تو ایسی ناقابلِ تردید حقیقتیں جن میں کبھی ترمیم و اصلاح کی

ضرورت بھی پیش نہ آئی ہو۔ یہ صرف اسی ہستی کی شان ہے کہ وہ بیان فرمائے، جو تمام جہانوں کے بنانے اور چلانے والی ہے۔ عقلاً بھی ثابت ہے کہ اس میں رائی برابر شبہ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں "صدق اللہ العظیم"۔

اور اگر تمہیں ابھی تک شبہ ہو تو ذرا ایک ہی بات اتنی یقینی، اتنی کھری اور اتنی خوبصورت کہہ دو۔ نہ صرف اکیلے بلکہ اللہ کے سوا جس قدر معبودانِ باطل تم نے اپنا رکھے ہیں، سب کو ساتھ ملا لو، تم پوری کتاب نہ سہی، کسی موضوع پہ ایسی بات کہہ دو جو حُسنِ ادب اور معیارِ صداقت میں کتاب اللہ کے ہم پلہ ہو تو پتہ چل سکے گا کہ یہ بات انسان کے بس میں ہے لہٰذا ہو سکتا ہے کہ یہ کتاب بھی انسانی کوشش ہو۔ لیکن ایسا ہرگز ممکن نہیں جو پھر ایک بہت بڑی عقلی دلیل ہے کہ یہ اللہ کی کتاب ہے۔

مگر ان کا مسئلہ یہ ہے کہ ان میں اتنی عقل بھی نہیں، اللہ نے تو استعداد بخشی تھی مگر انھوں نے گناہ کر کے اس کو ضائع کر دیا یا کمزور کر دیا۔ اب بات ان کی سمجھ سے بالاتر ہے، بات تو صحیح بھی ہے اور صحیح مقام پر بھی ہے مگر یہ خود پستیوں میں گر چکے ہیں۔ لہٰذا انکار کر بیٹھے ہیں یا تو اپنی کمزوری کا اقرار کرتے، توبہ کرتے اور واپس اپنے مقام پر آتے مگر یہ دوسرے راستے پر چل پڑے کہ ہم تو درست ہیں معاذ اللہ یہ کتاب درُست نہیں ہے۔

اور یہ بہت خطرناک راستہ ہے کہ اے مخاطب! ذرا آنکھ اٹھا کر پردۂ تاریخ میں دیکھ، کہ ان سے پہلے جن اقوام نے اسی طرح کا انکار کیا اور اس ظلم کے مرتکب ہوئے وہ کس قدر بھیانک انجام سے دوچار ہوئے لہٰذا یہ بھی اگر باز نہ آئے تو اسی انجام سے دوچار ہوں گے۔

اللہ کریم جانتا ہے کہ بعض خوش نصیب جو غور کریں گے یقیناً نورِ ایمان سے مشرف ہوں گے اور بعض بدبخت کفر پر ہی قائم رہیں گے اور ایسے فسادی جو کفر پہ رہتے ہیں وہ اللہ کی گرفت سے بچ نہ سکیں گے کہ ان کے حال سے اچھی طرح واقف ہے۔

رکوع نمبر ۵ آیات ۴۱ تا ۵۳ یعتذرون ۱۱/۱۰

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾

اور اگر یہ تمہاری تکذیب کریں تو کہہ دو کہ مجھ کو میرے اعمال کا بدلہ ملے گا، اور تم کو تمہارے اعمال (کا)، تم میرے عملوں کے جوابدہ نہیں ہو اور میں تمہارے عملوں کا جوابدہ نہیں ہوں ﴿۴۱﴾

41. And if they deny thee, say: Unto me my work, and unto you your work. Ye are innocent of what I do, and I am innocent of what ye do.

وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ
تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٢﴾

اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ تمہاری طرف کان لگاتے ہیں
تو کیا تم بہروں کو سناؤ گے اگرچہ کچھ بھی (سنتے) سمجھتے نہ ہوں؟ ﴿٤٢﴾

42. And of them are some who listen unto thee. But canst thou make the deaf to hear even though they apprehend not?

وَمِنْهُم مَّن يَنظُرُ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ تَهْدِي
الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ﴿٤٣﴾

اور بعض ایسے ہیں کہ تمہاری طرف دیکھتے ہیں تو کیا تم اندھوں کو
رستہ دکھاؤ گے اگرچہ کچھ بھی دیکھتے (بھالتے) نہ ہوں ﴿٤٣﴾

43. And of them is he who looketh toward thee. But canst thou guide the blind even though they see not?

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَٰكِنَّ
النَّاسَ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٤﴾

خدا تو لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ ہی اپنے آپ پر
ظلم کرتے ہیں ﴿٤٤﴾

44. Lo! Allah wrongeth not mankind in aught; but mankind wrong themselves.

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوا إِلَّا
سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ ۚ
قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ وَمَا
كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿٤٥﴾

اور جس دن خدا ان کو جمع کرے گا (تو وہ دنیا کی نسبت ایسا
خیال کریں گے کہ) گویا (وہاں) گھڑی بھر دن سے زیادہ رہے ہی نہیں تھے
(اور) آپس میں ایک دوسرے کو شناخت بھی کریں گے جن لوگوں نے خدا کے
روبرو حاضر ہونے کو جھٹلایا وہ خسارے میں پڑ گئے اور راہ یاب نہ ہوئے ﴿٤٥﴾

45. And on the day when He shall gather them together, (when it will seem) as though they had tarried but an hour of the day, recognising one another, those will verily have perished who denied the meeting with Allah and were not guided.

وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ
أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ
شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ﴿٤٦﴾

اور اگر ہم کوئی عذاب جس کا ان لوگوں سے وعدہ کرتے ہیں تمہاری آنکھوں
کے سامنے (نازل) کریں یا (اس وقت جب) تمہاری مدت حیات پوری کر دیں
تو ان کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ یہ کر رہے ہیں خدا اس کو دیکھ رہا ہے ﴿٤٦﴾

46. Whether We let thee (O Muhammad) behold something of that which We promise them or (whether We) cause thee to die, still unto Us is their return, and Allah, moreover, is Witness over what they do.

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ
قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٤٧﴾

اور ہر ایک امت کی طرف پیغمبر بھیجا گیا جب ان کا پیغمبر آتا ہے تو
ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان پر کچھ ظلم نہیں کیا جاتا ﴿٤٧﴾

47. And for every nation there is a messenger. And when their messenger cometh (on the Day of Judgement) it will be judged between them fairly, and they will not be wronged.

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ
صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾

اور یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (جس عذاب کا) یہ وعدہ ہے
وہ آئے گا کب ﴿٤٨﴾

48. And they say: When will this promise be fulfilled, if ye are truthful?

قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا
إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ
إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ
سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٤٩﴾

کہہ دو کہ میں تو اپنے نقصان اور فائدے کا بھی کچھ اختیار نہیں
رکھتا مگر جو خدا چاہے۔ ہر ایک امت کے لئے (موت کا) ایک
وقت مقرر ہے جب وہ وقت آ جاتا ہے تو ایک گھڑی بھی
دیر نہیں کر سکتے اور نہ جلدی کر سکتے ہیں ﴿٤٩﴾

49. Say: I have no power to hurt or benefit myself, save that which Allah willeth. For every nation there is an appointed time. When their time cometh, then they cannot put it off an hour, nor hasten (it).

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا
أَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٠﴾

کہہ دو کہ بھلا دیکھو تو اگر اس کا عذاب تم پر (ناگہاں) آ جائے
رات کو یا دن کو تو پھر گنہگار کس بات کی جلدی کریں گے ﴿٥٠﴾

50. Say: Have ye thought: When His doom cometh unto you as a raid by night, or in the (busy) day; what is there of it that the guilty ones desire to hasten?

أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنتُم بِهِ ۚ آلْآنَ
وَقَدْ كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٥١﴾

کیا جب وہ آ واقع ہو گا تب اس پر ایمان لاؤ گے (اس وقت کہا جائے گا
کہ) اور اب (ایمان لائے؟) اسی کے لئے تو تم جلدی مچایا کرتے تھے ﴿٥١﴾

51. Is it (only) then, when it hath befallen you, that ye will believe? What! (Believe) now, when (until now) ye have been hastening it on (through disbelief)?

ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ
الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنتُمْ
تَكْسِبُونَ ﴿٥٢﴾

پھر ظالم لوگوں سے کہا جائے گا کہ عذاب دائمی کا مزہ
چکھو (اب) تم انہیں (اعمال) کا بدلہ پاؤ گے جو (دنیا میں)
کرتے رہے ﴿٥٢﴾

52. Then will it be said unto those who dealt unjustly: Taste the torment of eternity. Are ye requited aught save what ye used to earn?

وَيَسْتَنبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ ۖ قُلْ إِي وَرَبِّي
إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ﴿٥٣﴾

اور تم سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا یہ سچ ہے کہہ دو ہاں
خدا کی قسم سچ ہے اور تم (بھاگ کر خدا کو) عاجز نہیں کر سکو گے ﴿٥٣﴾

53. And they ask thee to inform them (saying): Is it true? Say: Yea, by my Lord, verily it is true and ye cannot escape.

وقف النبي عليه السلام

اسرار و معارف

ہر بات کی ایک حد ہوتی ہے اور بارگاہِ الوہیت سے راہنمائی فرمایا جانا تو اللہ کا بہت بڑا احسان ہے اور جو دلائل اس کی ذات کی طرف سے نازل ہوئے وہ نہایت مضبوط اور حقیقت کے اظہار کا سبب ہیں۔ اگر اس پر بھی کچھ لوگ مطمئن نہیں ہوتے تو آپؐ انھیں فرما دیجئے کہ میں جس راہ پر چل رہا ہوں وہ میرے لئے ہے یعنی اس کا نتیجہ میرے سامنے آئے گا اور جو کردار تم نے اپنا رکھا ہے اس کا انجام تمھی کو بھگتنا پڑے گا۔ لہٰذا میرے عمل کی بازپُرس سے تم بَری ہو اور تمھارے کردار کے انجام کی جوابدہی مجھ سے ہرگز نہ ہو گی کہ میں طمع یا خوف رکھوں۔

دینی اُمور میں دلائل سے سمجھانا شرط ہے، زبردستی منوانا جائز نہیں

لہٰذا ثابت ہے کہ دینی کام میں دلائل سے حق کو ثابت کرنا اہم فریضہ ہے اس کے بعد کوئی اس بات پہ ایمان لاتا ہے یا نہیں، یہ فریقِ ثانی یعنی سننے والوں کی ذمّہ داری ہے لہٰذا مبلّغ کے لئے اس بات کی قطعاً ضرورت نہیں کہ زبردستی منوانے کی کوشش کرے جیسا کہ آجکل تبلیغ کے نام پر ہر جگہ فساد ہو رہے ہیں اور ہر مقرّر حد درجہ جارحانہ طرزِ بیان اختیار کرنے کو ترجیح دے رہا ہے۔ اِلّا ماشاءاللہ کہ درحقیقت قبول کرنا تو قلب کا کام ہے اور جب قلب پر ظلمت چھا جاتی ہے تو انسان کی حسّیں بھی متاثر ہوتی ہیں۔

قلب کی تباہی کے اثرات

اور صحیح بات سننے یا درُست انداز میں دیکھنے پہ قادر نہیں ہو پاتا لہٰذا نہ ماننے والے بھی آپ ﷺ کی بات تو سنتے تھے یا ان میں سے بعض تو ضرور سُننے کے لئے حاضرِ خدمت ہوتے تھے مگر دل کا اندھیرا نہ انھیں سننے دیتا اور نہ سمجھنے۔ لہٰذا ارشاد ہوا کہ ان میں سے بعض آپؐ کے ارشادات سُننے آتے ہیں مگر آپؐ کے پاس تو اختیار نہیں کہ ان کے بہرے پن یا عقل کے اندھے پن کو دُور کریں۔ یہ اختیار تو اللہ کریم نے ہر انسان کو خود بخشا ہے کہ وہ اپنے لئے کیا پسند کرتا ہے۔ اگر انھوں نے کفر کی راہ اپنا لی تو یہ ان کا اپنا فعل ہے ایسے ہی وہ آپؐ کو دیکھتے ہیں مگر انھیں کمالاتِ رسالت دکھائی نہیں دیتے کہ وہ COLOUR BLIND ہیں یعنی ان رنگوں کو دیکھنے کے معاملے میں اندھے

ہیں اور اس کا علاج خود ان کے پاس ہے کہ وہ اپنے دل کی گہرائی سے کیا فیصلہ کرتے ہیں۔

تقدیر اور اختیار

اور یہ فیصلہ اُن پر مسلّط نہیں کیا جائے گا نہ ہی آپ ان پر مسلّط کریں گے کہ اس کا اختیار خود ان کے پاس ہے۔ یہ کہنا بھی درُست نہیں کہ اللہ نے انھیں ایسا کردیا ہے کہ اگر اللہ جل شانہ زبردستی یا حکماً ایسا کردیں تو یہ ظلم ہوگا کہ کسی انسان کو کفر پہ مجبور بھی کردے اور پھر اُسی جُرم پر اسے سزا بھی دے اور اللہ کریم ہرگز ظلم نہیں کرتے بلکہ راستہ اختیار کرنا یہ ان کی اپنی پسند ہے اور اگر اپنی پسند کے باعث انھیں دکھ اٹھانے پڑیں تو یہ ظلم وہ خود اپنے ساتھ کر رہے ہیں۔

موت کافر سے بھی پہچان نہیں چھین سکتی اور اس کا علم سلامت رہتا ہے

آخر ایک روز سب لوگ میدانِ حشر میں جمع ہوں گے تو ایک دوسرے کو خوب پہچان رہے ہوں گے بلکہ وہ طویل عرصہ جو ان کی موت کے وقت سے قیامِ قیامت تک گزرا ہوگا ان کے علم کو متاثر نہ کرسکے گا اور دُنیا کا قیام انھیں یاد ہوگا اور جان رہے ہوں گے کہ حیاتِ دنیا تو آخرت کے مقابلہ میں بس یوں نظر آتی ہے جیسے لمحہ بھر تھی یا کوئی ایک آدھ گھڑی تھی یعنی موت اور برزخ کے طویل اثرات بھی ان سے علم یا حافظہ نہ چھین سکیں گے اور علم کا ہونا حیات کی دلیل ہے لہٰذا کافر کو بھی ایک طرح کی حیات نصیب ہوتی ہے اور موت صورتِ حیات کی تبدیلی کا نام ہے، فنا کا نام نہیں۔

بلکہ ان حقائق سے انکار کرنے والے اور موت کو فنا سمجھ کر آخرت کے حساب وکتاب کے لئے تیّاری نہ کرنے والے لوگ سخت نقصان میں ہیں کہ انھیں ہر حال یہ صورت تو پیش آئے گی اگر آپ ﷺ کے رُوبرو بعض عذاب وارد ہوں اور آپ بھی انھیں عذابِ الٰہی میں گرفتار دیکھ لیں یا آپ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ایسا ہو، مگر ایسا ہی ہوگا اور کسی حد تک مختلف عذاب دیکھ کر پھر انھیں اللہ کی بارگاہ میں بھی حاضر ہونا ہوگا۔ جو ان کے کردار کے ہر پہلو سے باخبر ہے اور اسے دیکھ رہا ہے پھر اس کے مطابق ان کو نتائج بھی پیش آئیں گے۔

ہر قوم کے پاس اللہ کے رسُول آئے

ہر طبقہ اور ہر قوم کے پاس اللہ کے رسُول ضرور مبعوث ہوئے۔ ان کی ہدایت کا سامان کیا گیا اور رسُول کا مبعوث

ہونا کسی بھی قوم کو کسی خاص عمل یا عقیدے پہ مجبور نہیں کرتا بلکہ پیغام رسالت کے بعد ان سے پورا پورا انصاف کیا جاتا ہے کبھی کسی قوم سے زیادتی نہیں کی جاتی یعنی بعثتِ رسُول کے بعد ایمان لانے یا کفر کی راہ اپنانے کا اختیار لوگوں کے اپنے پاس ہوتا ہے اور جس طرح کا فیصلہ وہ اپنی پسند سے کرتے ہیں، اس کے مطابق انھیں انجام سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ یہ فیصلے مالک کی بارگاہ سے صادر ہوتے ہیں اور اللہ کے رسولوں کا کام، اللہ کا پیغام پہنچانا ہوتا ہے نہ کہ ان فیصلوں کا نفاذ۔ مگر ان کا جاہلانہ اعتراض یہ بھی ہے کہ اگر آپ سچے رسُول ہیں اور آپ کے ارشاد کے مطابق کفر پہ عذاب اور تباہی نازل ہوتی ہے یا جہنم میں داخل ہونا پڑے گا تو پھر ایسا کر دا دیجئے کہ پتہ تو چلے کہ واقعی آپ سچے تھے۔ بھلا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے کہ جب سب کچھ ہو چکے تو اعتبار کرنے سے کیا حاصل اور یقین کا کیا فائدہ۔

نیز رسُول بھی تو اللہ کا بندہ ہوتا ہے اور اس کی طرف سے پیغام لاتا ہے لہٰذا ان سے فرما دیجئے کہ جہاں تک نفع نقصان کا تعلق ہے تو بندہ ہونے کے ناطے خود میرا معاملہ بھی اللہ کریم کے دستِ قدرت میں ہے میں خود اپنے نفع و نقصان کا مالک بھی نہیں ہوں بلکہ میرے فیصلے بھی اسی بارگاہِ عالی میں سے صادر ہوتے ہیں تو بھلا تمھارے لئے میں کیسے کر سکتا ہوں۔ ہاں! یہ بات میں تمھیں یقین سے بتا سکتا ہوں کہ ہر قوم کے لئے ایک وقت معین ہے اور سب کے پاس وقتِ مقررہ تک ہی مہلت ہے جب وہ گھڑی آجاتی ہے تو نہ لمحہ بھر فرصت ہی ملتی ہے اور نہ ہی وہ گھڑی وقت سے لمحہ بھر پہلے آتی ہے۔

ان سے کہیئے کہ تمھارا یہ مطالبہ ہی کس قدر جاہلیت پہ مبنی ہے کہ عذاب واقع ہو تو تم جان لوگے۔ بھلا تم ماننے کے لئے بچ سکو گے۔ ذرا عقل سے کام لو اور سوچو کہ اگر تم رات کی تاریکی میں جب تم بے خبر پڑے ہوتے ہو عذاب وارد ہو جائے اور تمھیں اٹھنے کی فرصت بھی نہ دے یا دن کو کھلی آنکھوں بھی آجائے تو تم کیا کر لوگے؟ کچھ بھی تو نہیں۔

تمھارا کیا خیال ہے کہ جب واقع ہو چکے گا تو تم مانو گے اور اگر تم نے ماننا چاہا بھی تو یہ کہہ کر تمھیں رد نہیں کر دیا جائے گا کہ اب مانتے ہو جب عذاب واقع ہونا شروع ہو گیا خواہ موت کے وقت یا ویسے اور پہلے جب ماننے کا وقت تھا اس وقت ایمان لانے کی بجائے تمھیں عذاب طلب کرنے کی جلدی تھی۔ نبی اکرم ﷺ

کا ارشاد ہے کہ اللہ جلّ بندے کی توبہ قبول کرتا ہی رہتا ہے حتیٰ کہ بندہ غرغرۂ موت میں گرفتار ہوجائے یعنی جب موت کا غرغرہ شروع ہوجاتا ہے تو وقت گزر چکا ہوتا ہے کہ اس وقت برزخ اور آخرت سامنے ہوتی ہے ایمان بالغیب جو مطلوب ہے نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اس وقت تو کفار کو ایک ہی جواب ملتا ہے کہ اب دائمی عذاب کے مزے چکھو، یہ سب تمھارا اپنا ہی کیا دھرا ہے اور تمھارے عقائد و اعمال ہی کا نتیجہ ہے۔ اسی لئے ارشاد ہے کہ یہ توبہ کا قبول نہ ہونا کافر کے لئے ہے مومن کی گناہ سے توبہ غرغرۂ موت کے وقت بھی نصیب ہوجائے تو قبول ہوجاتی ہے۔ یہ بڑی جستجو میں لگے رہتے ہیں کہ کیا واقعی ایسا ہوگا؟ یا موت بھی ایک طرح کی زندگی ہی رہتی ہے یا پھر زندہ ہونا ہے حساب دینا ہے۔ تو فرمائیے! بیشک اور میرے ربّ کی قسم! ایسا ہی ہوگا، اور یہ حق ہے۔ یہاں ربّ کی قسم ارشاد فرمائی گئی کہ نظامِ ربوبیت پہ نگاہ کرو تو وہ از خود یہ بتا رہا ہے کہ اس سفرِ حیات کا ایک انجام بھی ہے اور اس نظام کا ہر کام اور ہر فعل اپنا نتیجہ پیدا کرتا ہے تو پھر حیاتِ انسانی بغیر کسی نتیجے کے کیسے رہ سکتی ہے یہ سب کچھ نہ صرف یقینی ہوگا بلکہ تم سب اس کے ہونے کو روک بھی نہیں سکتے۔

رکوع نمبر ۶ آیات ۵۴ تا ۶۰ یعتذرون ۱۱ / ۱۱

وقف النبی علیہ السلام

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾	اور اگر ہر ایک نافرمان شخص کے پاس رُوئے زمین کی تمام چیزیں ہوں تو عذاب سے بچنے کے بدلے میں سب دے ڈالے اور جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو پچھتائیں گے اور ندامت کو چھپائیں گے۔ اور اُنمیں انصاف کے ساتھ فیصلہ کردیا جائیگا اور کسی طرح کا اُن پر ظلم نہیں ہوگا ﴿۵۴﴾	54. And if each soul that doth wrong had all that is in the earth, it would seek to ransom itself therewith; and they will feel remorse within them, when they see the doom. But it hath been judged between them fairly and they are not wronged.
اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾	سُن رکھو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ اور یہ بھی سُن رکھو کہ خدا کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ﴿۵۵﴾	55. Lo! verily all that is in the heavens and the earth is Allah's. Lo! verily Allah's promise is true. But most of them know not.
هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾	وہی جان بخشتا اور وہی موت دیتا ہے اور تم لوگ اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے ﴿۵۶﴾	56. He quickeneth and giveth death, and unto Him ye will be returned.
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾	لوگو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کی شفا اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت آپہنچی ہے ﴿۵۷﴾	57. O mankind! There hath come unto you an exhortation from your Lord, a balm for that which is in the breasts, a guidance and a mercy for believers.
قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾	کہدو کہ (یہ کتاب) خدا کے فضل اور اسکی مہربانی سے (نازل ہوئی ہے) تو چاہیے کہ لوگ اس سے خوش ہوں۔ یہ اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں ﴿۵۸﴾	58. Say: In the bounty of Allah and in His mercy: therein let them rejoice. It is better than what they hoard.

59. Say: Have ye considered what provision Allah hath sent down for you, how ye have made of it lawful and unlawful? Say: Hath Allah permitted you, or do ye invent a lie concerning Allah?
60. And what think those who invent a lie concerning Allah (will be their plight) upon the Day of Resurrection? Lo! Allah truly is Bountiful toward mankind, but most of them give not thanks.

کہو کہ بھلا دیکھو تو خدا نے تمہارے لئے جو رزق نازل فرمایا تو تم
نے اس میں سے (بعض کو) حرام ٹھہرایا اور (بعض کو) حلال (ان سے)
پوچھو کیا خدا نے اس کا تمہیں حکم دیا ہے یا تم خدا پر افترا کرتے ہو؟ ﴿۵۹﴾
اور جو لوگ خدا پر افترا کرتے ہیں وہ قیامت کے دن کی نسبت
کیا خیال رکھتے ہیں؟ بے شک خدا لوگوں پر مہربان ہے لیکن
اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ﴿۶۰﴾

قُلْ أَرَءَيْتُم مَّآ أَنزَلَ ٱللَّهُ لَكُم مِّن
رِّزْقٍ فَجَعَلْتُم مِّنْهُ حَرَامًا وَحَلَٰلًا قُلْ
ءَآللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى ٱللَّهِ تَفْتَرُونَ ﴿٥٩﴾
وَمَا ظَنُّ ٱلَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى ٱللَّهِ ٱلْكَذِبَ
يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى ٱلنَّاسِ
وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٦٠﴾ ع

اسرار و معارف

آج تو تم دنیا کی دولت پہ بہت خوش ہو بلکہ تمھیں ایمان اور اطاعت گراں گزرتے ہیں مگر جب یہ سب کچھ واقع ہوگا تو اگر ہر ایک ظالم کے پاس اتنی دولت بھی ہو جتنی سب روئے زمین پر ہے اور وہ یہ سب دے کر جان چھڑانا چاہے تو ایسا نہ ہو سکے گا بلکہ عذاب کی ذلّت کے باعث مارے شرم کے مُنہ چھپاتے پھرتے ہوں گے نیز وہ بارگاہ تو ایسی عالی ہے کہ ان ظالموں سے بھی کوئی زیادتی نہ کی جائے گی بلکہ عین انصاف کے ساتھ معاملہ ہوگا اور انھیں وہی سزا ملے گی جس کے یہ مستحق ہوں گے۔

اور یہ خوب اچھی طرح سے جان لو کہ زمینوں اور آسمانوں میں سب کچھ حقیقتاً اللہ کریم کا ہے انسان کو عارضی طور پر اگر کچھ عطا ہوتا ہے تو اس پر اکڑنے کا کیا فائدہ کہ آخر ہر کوئی چھوڑ ہی کے چل دیتا ہے اور یہ بھی یاد رکھو، اللہ کے وعدے بھی برحق اور سچے ہیں مگر تم اس کی عظمت ہی سے ناآشنا اور بیگانہ ہو۔ بھلا دیکھو تو مال کی حقیقت ہی کیا ہے؟ خود وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت سے دوچار کرتا ہے اور پھر اُسی کی بارگاہ میں سب کو حاضر بھی ہونا ہے۔

لوگو! تمھارا مزاج ہے کہ کسی حادثے کے منتظر رہتے ہو اور جب کوئی بہت بڑا حادثہ ہوتا ہے تو انسانی معاشرے میں کئی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں، لوگ سوچ تک بدل لیتے ہیں مگر یاد رکھو! یہ حادثہ ہو چکا اور اللہ کریم کی طرف سے تمھارے پاس اس کا پیغام آچکا۔ نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہی اتنا بڑا حادثہ ہے کہ کبھی ایسا ہوا نہ ہوگا۔ ساری انسانیت کے لئے اور ہمیشہ کے لئے اللہ کی رحمت اور بخشش کے خزانوں کے منہ کھل

گئے اور ذرا سوچو کہ تمھیں تمھارا پروردگار نصیحت فرماتا ہے تم سے کلام فرماتا ہے، باتیں کرتا ہے۔ وہ ہستی جو نہ صرف تمھاری خالق و مالک ہے بلکہ ربّ بھی ہے جس کی شان ہے کہ تمھاری تربیت کرے وہ تم سے بات کرتا ہے اور اس کا رسُول ﷺ تمھیں اس کا پیغام سُناتا ہے۔ اب اللہ کی بات کا تو اپنا اثر ہے اور یہی امراضِ قلب کے لِئے اکسیر ہے یعنی تلاوتِ قرآن اور قرآن کا معنیٰ سمجھنا پھر اس پر عمل یہ سب دل کی دنیا بسانے کے لِئے ضروری ہے اور اگر دل میں خرابی ہو تو اس کا علاج بھی یہی ہے یعنی اللہ کے کلام کا اصل کام دلوں کی شفا ہے۔

قرآن سے جسمانی امراض کا علاج

اگرچہ جسمانی بیماری بھی اس سے شفا پاتی ہے مگر وہ ایک جزوی فائدہ اور برکت ہے جو بہر حال اصل کے تابع ہی اچھی لگتی ہے یعنی امراضِ قلب کا علاج قرآن سے کیا جائے اور ضمناً ضرورت پیش آئے تو جسمانی علاج بھی درُست ہے اور بزرگوں سے بے شمار تجربات ثابت ہیں جن کا انکار ممکن نہیں لیکن قرآن کو محض جسمانی بیماریوں کے لِئے تعویذ گنڈھے کی کتاب ہی سمجھ لینا بھی ہرگز درست نہیں بلکہ اس کا اصل کام دلوں کی شفا ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ دین دل میں آتا ہے اور کیفیاتِ قلبی کا نام ہے۔

نیز یہ قرآن ہدایت بھی ہے۔ ہدایت سے مراد ہے کہ نہ صرف کیفیاتِ قلبی عطا فرماتا ہے بلکہ پوری انسانی زندگی میں بہترین طرزِ عمل کی راہنمائی بھی فرماتا ہے۔ ہدایت سے مراد کسی بھی کام کو کرنے کا درُست طریقہ ہے تو گویا اسلام قرآن کے مطابق زندگی بسر کرنے کا نام ہے زندگی سے فرار کا نام نہیں۔ ذاتی معاملات ہوں یا خانگی، بات قبیلے کی ہو یا قوم کی، معاملہ ملکی ہو یا بین الاقوامی، اپنی استعداد کے مطابق اور قرآنی تعلیمات کے مطابق اس میں بھرپُور حصّہ لینا ہی اِسلام ہے اور یہی آقائے نامدار ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس ذوات کے طرزِ عمل سے ثابت ہے اور ایمان لانے والوں کے لِئے یہی قرآنی نظامِ حیات ہی اللہ کی بے بہا رحمت کا خزانہ بھی ہے یعنی دل کی کیفیات اللہ کے نام سے روشن ہوں اور عملی زندگی قرآنی تعلیمات سے منوّر ہو تو یہی کمالِ رحمت کا حصُول ہے۔ یہ سارا انعام اللہ کریم کے پیارے نبی ﷺ سے تعلق اور آپؐ کی غلامی میں ہے۔

اور انھیں فرما دیجئے کہ اگر یہ نعمت نصیب ہو جائے تو دو جہانوں سے بڑی دولت ہے اور اللہ کے اِس

فضل و مہربانی اور رحمت و شفقت پہ جس قدر خوشی کرو، کم ہے کہ دارِ دُنیا کی سب نعمتوں، دولتوں اور اقتدار سے یہ کروڑوں گنا قیمتی اور اعلیٰ ہے۔ جہاں دنیا کے اقتدار اور دنیا کی دولت پہ خوشی منانے سے اکڑ پیدا ہوتی ہے وہاں انعاماتِ باری پہ خوشی منانے سے جذبۂ تشکر پیدا ہوتا ہے لہٰذا اس نعمت پہ خوشیاں مناؤ۔

اور لوگو، یاد رکھو! کائنات کا مالک اللہ ہے، نظام بھی اُسی کا چلے گا اور یہ اس کا حق ہے۔ لہٰذا کیا حلال ہے اور کیا حرام یہ مقرر کرنا اللہ کا کام ہے اور اللہ کے رسُول ﷺ کے ذمّے بتانے کا کام ہے۔ اللہ نے تمھیں جو نعمتیں بخشی ہیں ان کو تم اپنی پسند سے حرام یا حلال سمجھنے کا حق نہیں رکھتے جب تک اللہ کی طرف سے حکم نہ مِلے، جیسے کسی کو پسند ہو حلال و حرام مقرر کرلے تو یہ اللہ کی عظیم ذات پر بہتان باندھنے کے مترادف ہے اور جو لوگ ان امور میں دخل دیتے ہیں اور اپنی مرضی سے چند رسومات گھڑ کر اسے مذہب کا نام دے لیتے ہیں جس میں کچھ امُور حلال اور کچھ حرام یعنی منع کردیتے ہیں۔ ذرا ان سے پوچھئے کہ ان کے پاس یومِ حشر کے لئے کیا جواب ہے۔ مذہب مقرر کرنا اور حدُود بنانا، یہ انسان کا نہیں مالک کا کام ہے اور وہ تو اپنی مخلوق سے بہت زیادہ مہربانی کرنے والا ہے۔ بھلا جو نرمی اور شفقت وہ دے سکتا ہے، انسان کے ایجاد کردہ مذاہب و دساتیر میں کہاں ممکن ہے مگر لوگ اکثر ناشکری کرتے ہیں اور اللہ کی اطاعت کی بجائے لوگوں کی باتوں کے اسیر رہتے ہیں۔

رکوع نمبر ۷ آیات ۶۱ تا ۷۰ یعتذرون ۱۱ / ۱۲

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۚ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٦١﴾

اور تم جس حال میں ہوتے ہو۔ یا قرآن میں سے کچھ پڑھتے ہو یا تم لوگ کوئی (اور) کام کرتے ہو جب اس میں مصروف ہوتے ہو ہم تمہارے سامنے ہوتے ہیں اور تمہارے پروردگار سے ذرہ برابر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی ہے یا بڑی مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے ﴿۶۱﴾

61. And thou (Muhammad) rt not occupied with any business and thou recitest not a lecture[4] from this (Scripture), and ye (mankind) perform no act, but We are Witness of you when ye are engaged therein. And not an atom's weight in the earth or in the sky escapeth your Lord, nor what is less than that or greater than that, but it is (written) in a clear Book.

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾

سُن رکھو کہ جو خدا کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے ﴿۶۲﴾

62. Lo! verily the friends of Allah are (those) on whom fear (cometh) not, nor do they grieve :

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾

(یعنی) وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے ﴿۶۳﴾

63. Those who believe and keep their duty (to Allah),

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾

اُن کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔ خدا کی باتیں بدلتی نہیں۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے ﴿۶۴﴾

64. Theirs are good tidings in the life of the world and in the Hereafter—There is no changing the words of Allah—that is the Supreme Triumph.

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۵﴾

اور (اے پیغمبر) ان لوگوں کی باتوں سے آزردہ نہ ہونا (کیونکہ) عزت سب خدا ہی کی ہے وہ (سب کچھ) سنتا (اور) جانتا ہے ﴿۶۵﴾

65. And let not their speech grieve thee (O Muhammad). Lo! power belongeth wholly to Allah. He is the Hearer, the Knower.

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۶۶﴾

سُن رکھو کہ جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب خدا ہی کے (بندے اور اسکے مملوک) ہیں اور یہ جو خدا کے سوا (اپنے بنائے ہوئے) شریکوں کو پکارتے ہیں وہ (کسی اور چیز کے) پیچھے نہیں چلتے۔ صرف ظن کے پیچھے چلتے ہیں اور محض اٹکلیں دوڑا رہے ہیں ﴿۶۶﴾

66. Lo! is it not unto Allah that belongeth whosoever is in the heavens and whosoever is in the earth? Those who follow aught instead of Allah follow not (His) partners. They follow only a conjecture, and they do but guess.

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۷﴾

وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ اس میں آرام کرو۔ اور روز روشن بنایا (تاکہ اس میں کام کرو) جو لوگ مادہ سماعت رکھتے ہیں اُن کیلئے ان میں نشانیاں ہیں ﴿۶۷﴾

67. He it is Who hath appointed for you the night that ye should rest therein and the day giving sight. Lo! herein verily are portents for a folk that heed.

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ الْغَنِيُّ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۢ بِهٰذَا ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾

(بعض لوگ) کہتے ہیں کہ خدا نے بیٹا بنا لیا ہے (اس کی اولاد ہے) پاک ہے (اور) وہ بے نیاز ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے (اے افترا پردازو) تمہارے پاس اس (قول باطل) کی کوئی دلیل نہیں ہے تم خدا کی نسبت ایسی بات کیوں کہتے ہو جو جانتے نہیں ﴿۶۸﴾

68. They say: Allah hath taken (unto Him) a son—Glorified be He! He hath no needs! His is all that is in the heavens and all that is in the earth. Ye have no warrant for this. Tell ye concerning Allah that which ye know not?

قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾

کہہ دو کہ جو لوگ خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں فلاح نہیں پائیں گے ﴿۶۹﴾

69. Say: Verily those who invent a lie concerning Allah will not succeed.

مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

(اُن کیلئے) جو فائدے ہیں دنیا میں (ہیں) پھر ان کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اس وقت ہم انکو عذاب شدید کے مزے چکھائیں گے کیونکہ کفر (کی باتیں) کیا کرتے تھے ﴿۷۰﴾

70. This world's portion (will be theirs), then unto Us is their return. Then We make them taste a dreadful doom because they used to disbelieve.

اسرار و معارف

اور آپؐ جس حال میں ہوں جس جگہ جو عمل کریں۔ آپؐ قرآن میں سے تلاوت کریں یا کسی بھی دوسرے عمل میں مصروف ہوں اور صرف آپ ہی کیا سارے لوگ بھی جو کچھ کرتے ہیں۔ سب ہمارے رُوبرو ہے۔ آپؐ کی محنت و مشقت اور عبادت و مجاہدہ بھی اور کفار کی عداوت و دشمنی بھی بلکہ ہر نیک و بدپہ ہم ذاتی طور پر شاہد ہیں۔

نہ صرف انسانی اعمال و کردار بلکہ زمین و آسمان کا کوئی ذرّہ یا اس سے بھی کوئی چھوٹی، بڑی شے آپؐ کے ربِّ کریم سے کسی لمحے پوشیدہ نہیں۔ اللہ کا علم تو بہت عظیم اور اس کی شان کے مطابق ہے۔ یہ سب کچھ تو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے اور کوئی ذرّہ یا اس کی حرکت اس سے باہر نہیں، لہٰذا آپ اپنا کام جاری رکھیں اور دوسروں کو اُن کا اپنا کام کرنے دیں۔ ان کی دشمنی اور ایذا کی فکر ہرگز نہ کریں۔ نہ صرف آپ بلکہ آپ کے خُدام اور اتباع کرنیوالے جو اللہ کے ولی ہیں انھیں کبھی آئندہ کا ڈر ہو گا نہ گذشتہ کا افسوس، بلکہ ہمیشہ اور ہر آن کی شادمانی ہی ان کا مقدر ہے مگر صرف محبت کا دعوٰی رکھنے والے ہی نہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو آپ کی محبت کے مدعی بھی ہوں اور آپؐ کے نقشِ قدم پر عمر بھی قربان کر دیں یعنی ان میں ایمان بھی ہو اور عملی اطاعت بھی۔

ولایت کیا ہے؟

یہاں اولیا، اللہ کے لِئے اللہ کریم کے بہت بڑے انعام اور ایک بے مثال نعمت کا تذکرہ بھی ہے اور ایک چھوٹے سے خوبصورت جُملے میں ولایت کی تعریف بھی سمو دی گئی ہے کہ وہ ایمان رکھتے ہوں یعنی عقائد درُست ہوں اور قلبی کیفیات اس درجے کی نصیب ہوں کہ وہ اطاعت کا حق ادا کر دیں اور ممکن حد تک اطاعت سے قدم باہر نہ رکھیں۔ لہٰذا بدعات میں مبتلا اور عملی زندگی سے بیگانہ لوگوں کی ولایت کا اعتبار درُست نہیں۔ رہی یہ بات کہ دُنیا میں مشاہدہ تو یہ ہے کہ اہل اللہ پہ مصیبتیں زیادہ آتی ہیں اور دُوسروں کی نسبت ان میں اللہ کا خوف اور اس کے عذاب سے ڈرنے کی کیفیت بھی زیادہ آتی ہے تو اس کا بڑا آسان اور صحیح جواب یہ ہے کہ اہل اللہ کے قلوب دُنیاوی دُکھوں سے بہت بالاتر ہوتے ہیں اور جس طرح دُنیا دار ایک ایک شے کے لِئے تڑپتے ہیں اہل اللہ کو کبھی ایسا دُکھ نہیں ہوتا بلکہ ہر آن اور ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، مال، جان، اولاد قربان کر کے بھی راحت پاتے ہیں۔ ہاں! انھیں اگر فکر ہوتی ہے تو صرف یہ کہ ربّ جلیل خفا نہ ہو۔ اس لِئے کہ سوائے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کوئی بھی معصُوم نہیں، کسی لمحے ایسا قصور ہو سکتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بن جائے لہٰذا اس کی محبت میں اس سے توفیقِ اطاعت طلب کرتے رہتے ہیں۔

ولایت چیز کیا ہے؟ یہ تو ایک بے کیف تعلق ہے جس کی کوئی توجیہہ ممکن نہیں مگر اس کا اثر یہ ہے کہ بندے کی اپنی رائے اور پسند تک بلکہ اس کی ذات تک فنا ہو کر اطاعتِ باری کے سانچے میں ڈھل جاتی

ہے۔ یوں تو اللہ کی سب مخلوق کو اس کی ذات سے ایک تعلق نصیب ہے مگر انسان کو اس کی شعوری معرفت کے باعث اس بے کیف رابطے کا جو درجہ نصیب ہوتا ہے وہ صرف اُسی کا حصّہ ہے۔ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی مرحوم نے اپنی مایہ ناز تفسیر میں اِسی موضوع پہ ارشاد فرمایا ہے کہ معرفت کا بلند ترین مقام اور تعلق مع اللہ کا اعلیٰ ترین درجہ نبی اکرم ﷺ کا حصّہ ہے پھر جن خوش نصیب حضرات کو ایمان کے ساتھ آپ ﷺ کی صحبتِ عالی نصیب ہوئی تو قلبِ اطہر سے ان کے قلوب کو جو جِلا ملی وہ انھیں روئے زمین پر آنے والے انسانوں میں انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام کے بعد بلند تر درجے پر لے گئی یعنی تعلیماتِ نبوت کے ساتھ برکاتِ نبوت صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین سے تابعین، اُن کی صحبت سے تبع تابعین نے یہ نعمت پائی۔ مگر جوں جوں افراد اور زمانہ بدلتا گیا، رنگ بھی بدلتے گئے یعنی واسطے بڑھتے گئے تو قوت کم ہوتی چلی گئی اور یہ واسطہ صرف وہ لوگ ہی بن سکتے ہیں جو پہلے خود یہ نعمت حاصل بھی کریں پھر اللہ جل شانہ انھیں تقسیم کرنے کی استعداد بھی عطا فرمائے۔ ایسے ہی لوگ مشائخ کہلاتے ہیں۔ لہٰذا یہ دولت جسے ولایت کہا گیا ہے مشائخ کی صحبت میں نصیب ہوتی ہے جس میں دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں اوّل عقائد کی اصلاح اور دوم دل کی وہ کیفیت، جو اطاعتِ الٰہی اور اتباعِ سُنت پہ قائم کر دے اس کے حصُول کے تین اجزاء ہیں صحبتِ شیخ، اس کی اطاعت اور کثرتِ ذکر اللہ۔ نیز یہ سب امور مسنون طریقہ پر ہوں بلکہ شیخ ہو ہی وہی سکتا ہے جو سب کام سنت کے مطابق کرے اور طالب میں سنت کی پیروی کی استعداد پیدا کر دے۔

یہ مختلف قسم کے کشف و کرامات اور عجائبات کا مشاہدہ ولایت کی شرط نہیں۔ ہاں! اگر مذکورہ شرائط کے ساتھ ہو تو اللہ کا انعام ہے اور اگر خلافِ سُنت امور پر کوئی کمال حاصل ہو سکے تو وہ استدراج کہلاتا ہے، جو شیطٰن کی طرف سے ہے فرمایا ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں بھی خوشی ہے کہ وہ اللہ کریم سے اپنے اِس تعلّق پہ شاداں و فرحاں رہتے ہیں اور دُنیا کے دُکھ انھیں غم کھانے پہ مجبور نہیں کر سکتے اور آخرت بھی ان کے لئے اللہ کے انعامات کے ظاہر ہونے کا مقام ہے اور اس کی خبر تو اللہ جل شانہ دے رہے ہیں۔ جن کی بات کبھی بدل نہیں سکتی جو فرماتا ہے یقیناً ویسا ہی ہوتا ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور یہی سب سے بڑی جمعیت ہے۔

اے حبیب ﷺ! آپ ان کی باتوں کو اہمیت نہ دیں جو لوگ آپ کی مخالفت اور ایذا رسانی کے منصوبے بناتے ہیں۔ اس لیئے یہ بھی تو عاجز مخلوق ہی ہیں۔ اللہ جل شانہ کو مانیں یا نہ مانیں مگر ہیں تو اس کی مخلوق اور ایک حد کے

اندر رہنا ان کی مجبوری ہے جہاں تک طاقت اور غلبہ کی بات ہے تو وہ صرف اللہ کے لئے ہے نہ تو یہ اپنی پسند سے کچھ کرسکنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی حرکت یا سوچ اس ذات سے پوشیدہ ہے وہ سنتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے ارض وسما کی ساری مخلوق کو اُس ایک خالق نے پیدا فرمایا اور انہیں مختلف اوصاف و عادات بخشے، زمینوں اور آسمانوں میں جو کوئی بھی ہے وہ اسی کا بندہ ہے مگر ان میں یہ عقل بھی نہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر اس کی مخلوق میں سے کسی کو پکارتے ہیں اور اسے اپنے زعم باطل میں اللہ کا شریک اور برابر سمجھتے ہیں بلکہ اکثر تو ایسی ہستیوں کو پکارتے ہیں جن کا کوئی وجود ہی نہیں۔ محض ان لوگوں کا وہم ہے بلکہ محض خیالی باتوں کے پیچھے بھاگ رہے ہیں اگر کوئی ہستی وجود رکھتی بھی ہے تو وہ اللہ کی مخلوق ہے عاجز، بے بس اور محتاج ہے بھلا ذاتِ باری کا مقابلہ تو نہیں کرسکتی اور اکثر یہ جن ہستیوں کو معبود بنائے پھرتے ہیں، ان کا کوئی وجود بھی نہیں محض خیالی باتوں میں لگے رہتے ہیں۔

اللہ تو ایسا قادر ہے کہ وہ رات اور دن کا خالق ہے مگر تمہاری یہ مجبوری ہے کہ اگر وہ رات نہ بناتا، تمہیں آرام اور سکون کا موقع نہ ملتا تو تم خود زندہ نہ رہ سکتے۔ اُس نے رات تمہارے آرام کے لئے اور دن کام کے لئے روشن کردیا۔ بھلا جو مخلوق اپنے وجود کی بقا کے لئے آرام کی محتاج ہے اور تھک ہار کر ڈھیر ہوجاتی ہے پھر دوسرے دن اٹھ کر کام پہ لگتی ہے وہ کب اس قابل ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس سے اُمید رکھی جائے کہ یہ میرے کام کردے گی۔ سمجھدار لوگوں کے لئے تو یہ ہی بہت بڑی دلیل ہے اور شب و روز میں اتنی حکمتیں ہیں کہ عظمتِ باری کا احساس دلانے کے لئے بہت کافی ہیں۔

یہ تو کہتے ہیں کہ اللہ کا بیٹا بھی ہے حالانکہ اللہ ان امور سے پاک ہے اور وہ بے نیاز ہے۔ جو کچھ کائنات میں ہے سب اس کی مخلوق اور مملوک ہے اور وہ مالک ہے لہٰذا کوئی بھی اس کا ہم جنس نہیں اور غیر جنس سے اولاد نہیں ہوتی۔ تو یہ بات دونوں طرح سے باطل ہے۔ اس کی ایک ذات کے علاوہ جس قدر وجود ہیں وہ اپنے بننے تک سب اس کے محتاج ہیں جبکہ وہ بے نیاز ہے تو یہ کیسے ممکن ہے؟ ہرگز نہیں، ہاں! ان سے کہئے کہ اگر ان کے پاس کوئی دلیل ہے تو لائیں یا ویسے بغیر دلیل کے اللہ جل شانہ پر ایسے بہتان تراشتے ہو جن کی خود تم کو بھی خبر نہیں اور یہ کتنا سخت جرم ہے تم یہ بھی نہیں سمجھ پا رہے۔ تو انہیں بتادیجئے کہ اللہ کریم پر جھوٹے

بہتان باندھنے والے کبھی نہیں بچ سکتے اور کبھی بہتری کو نہیں پا سکتے۔ کیا ہوا کہ چند روزہ زندگی میں انھیں دنیا کی دولت یا اقتدار بھی مل جائے یا نہ بھی ملے تو دنیا کی زندگی بظاہر جہنم کے باہر تو ہے اگرچہ اندر تو دوزخ کی گرمی جھلسا رہی ہوتی ہے لیکن اس کے بعد تو اور بھی بہت ہی برا ہوگا انھیں ربّ جلیل کی بارگاہ میں پیش ہونا ہوگا جو انھیں بہت سخت عذاب دے گا اور یہ شدید عذاب ان کے کفر کا بدلہ ہوگا۔ کہ کفر اور شرک اپنی اصل میں اتنا بڑا ظلم ہے کہ اس پر بہت بڑا عذاب مرتب ہوگا اور ہمیشہ رہے گا۔ ابدی اور دائمی زندگی جہنّم کی ہولناکیوں کی نذر ہو جائے گی۔

رکوع نمبر ۸ — آیات ۷۱ تا ۸۲ — یعتذرون ۱۱/۱۳

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَاۗءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٧١﴾

اور انکو نوح کا قصہ پڑھکر سنا دو جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم! اگر تم کو میرا تم میں رہنا اور خدا کی آیتوں سے نصیحت کرنا ناگوار ہو تو میں تو خدا پر بھروسہ رکھتا ہوں تم اپنے شریکوں کے ساتھ ملکر ایک کام (جو میرے بارے میں کرنا چاہو) مقرر کر لو اور وہ تمہاری تمام جماعت (کو معلوم ہو جائے اور) کسی سے پوشیدہ نہ رہے پھر وہ کام میرے حق میں کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو ﴿٧١﴾

71. Recite unto them the story of Noah, when he told his people: O my people! If my sojourn (here) and my reminding you by Allah's revelations are an offence unto you, in Allah have I put my trust, so decide upon your course of action, you and your partners. Let not your course of action be in doubt for you. Then have at me, give me no respite.

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٧٢﴾

اور اگر تم نے منہ پھیر لیا تو (تم جانتے ہو کہ) میں نے تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگا میرا معاوضہ تو خدا کے ذمے ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں رہوں ﴿٧٢﴾

72. But if ye are averse I have asked of you no wage. My wage is the concern of Allah only, and I am commanded to be of those who surrender (unto Him).

فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰھُمْ خَلٰۗىِٕفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾

لیکن ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی تو ہم نے ان کو اور جو لوگ انکے ساتھ کشتی میں سوار تھے سب کو (طوفان سے) بچا لیا اور انہیں (زمین میں) خلیفہ بنا دیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا انکو غرق کر دیا تو دیکھ لو کہ جو لوگ ڈرائے گئے تھے انکا کیسا انجام ہوا ﴿٧٣﴾

73. But they denied him, so We saved him and those with him in the ship, and made them viceroys (in the earth), while We drowned those who denied Our revelations. See then the nature of the consequence for those who had been warned.

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَاۗءُوْھُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۭ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰي قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٧٤﴾

پھر نوح کے بعد ہم نے اور پیغمبر اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے۔ تو وہ انکے پاس کھلی نشانیاں لیکر آئے۔ مگر وہ لوگ ایسے نہ تھے کہ جس چیز کی پہلے تکذیب کر چکے تھے اس پر ایمان لے آتے۔ اسی طرح ہم زیادتی کرنیوالوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں ﴿٧٤﴾

74. Then, after him, We sent messengers unto their folk, and they brought them clear proofs. But they were not ready to believe in that which they before denied. Thus print We on the hearts of the transgressors.

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَھٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا

پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو اپنی نشانیاں دیکر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا تو انہوں نے

75. Then, after them, We sent Moses and Aaron unto Pharaoh and his chiefs with Our revelations, but they were

وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝۷۵

تکبر کیا اور وہ گنہگار لوگ تھے (۷۵)

arrogant and were a guilty folk.

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا
اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷۶

تو جب اُن کے پاس ہمارے ہاں سے حق آیا تو کہنے لگے کہ
یہ تو صریح جادو ہے (۷۶)

76. And when the Truth from Our presence came unto them, they said: This is mere magic.

قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ۭ
اَسِحْرٌ هٰذَا ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۝۷۷

موسیٰ نے کہا کیا تم حق کے بارے میں جب وہ تمہارے پاس آیا
یہ کہتے ہو کہ یہ جادو ہے حالانکہ جادوگر فلاح نہیں پانے کے (۷۷)

77. Moses said: Speak ye (so) of the Truth when it hath come unto you? Is this magic? Now magicians thrive not.

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ
اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ۭ
وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۷۸

وہ بولے کیا تم ہمارے پاس اسلئے آئے ہو کہ جس (راہ) پر ہم
اپنے باپ دادا کو پاتے رہے ہیں اس سے ہم کو پھیر دو اور (اس) ملک میں
تم دونوں ہی کی سرداری ہو جائے؟ اور ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں (۷۸)

78. They said: Hast thou come unto us to pervert us from that (faith) in which we found our fathers, and that you two may own the place of greatness in the land? We will not believe in you both.

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝۷۹

اور فرعون نے حکم دیا کہ سب کامل فن جادوگروں کو ہمارے پاس لے آؤ (۷۹)

79. And Pharaoh said: Bring every cunning wizard unto me.

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا
مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝۸۰

جب جادوگر آئے تو موسیٰ نے اُن سے کہا کہ جو تم کو ڈالنا
ہو ڈالو (۸۰)

80. And when the wizards came, Moses said unto them: Cast your cast!

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ
السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا
يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۸۱

جب اُنہوں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو) ڈالا تو موسیٰ
نے کہا کہ جو چیزیں تم (بنا کر) لائے ہو جادو ہے خدا اس
کو ابھی نیست و نابود کر دیگا خدا شریروں کے کام سنوارا نہیں کرتا (۸۱)

81. And when they had cast, Moses said: That which ye have brought is magic. Lo! Allah will make it vain. Lo! Allah upholdeth not the work of mischief-makers:

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُجْرِمُوْنَ ۝۸۲ ع

اور خدا اپنے حکم سے سچ کو سچ ہی کر دے گا اگرچہ گنہگار
بُرا ہی مانیں (۸۲)

82. And Allah will vindicate the Truth by His words, however much the guilty be averse.

اسرار و معارف

کُفر کا نتیجہ عذابِ آخرت تو ہے ہی، دنیا میں بھی اکثر تباہی کا باعث بنتا ہے باطنی تکلیف اور قلبی
بے چینی کے علاوہ کبھی تو مادی طور پر بھی سخت تباہی لاتا ہے۔ جلدی یا بدیر کُفر کا انجام بربادی کے سوا کچھ نہیں
آپ انھیں حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ سُناتیے کہ صدیوں کی تبلیغ اور محنت پر بھی قوم نے مخالفت ترک
نہ کی تو انھوں نے فرمایا کہ اگر تمھیں اللہ کے دین سے اس قدر دشمنی ہے اور سُننا بھی گوارا نہیں بلکہ مجھے دھمکیاں
دیتے ہو تو جاؤ، جو بن پڑتا ہے کر کے دیکھ لو اور دیکھو اپنے خود تراشیدہ اور موہوم خداؤں کو بھی آواز دے لو اور
پوری قوت لگا دو کبھی تمھیں افسوس نہ رہے کہ فلاں شے یا کسر یا کمی رہ گئی تھی اور میرا کوئی لحاظ نہ کرو نہ میں تم سے
کسی رعایت کا طالب ہوں لہٰذا مجھے دین کی تبلیغ سے روکنے کے لئے یا ملک سے نکال دینے کے لئے اور کوئی

سخت ترین سزا دینے کے لئے جو کر سکتے ہو کر گزرو ۔

اقتدار یا دولت کے طمع میں دین کو آڑ بنانا جائز نہیں

اور یہ بھی یاد رکھو کہ مجھے تم سے کوئی طمع یا لالچ بھی نہیں نہ میں نے دین اور دین کی تبلیغ کو کبھی ذریعہ معاش بنا کر تم سے اُجرت طلب کی ہے ۔ اور یہ طریقہ سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہے کہ دین بیان کرنے پر کوئی اجر یا معاوضہ طلب فرماتے ہیں نہ وصول کرتے ہیں ۔

یہاں ان لوگوں کے لئے جائے فکر ہے جن کی معاش کا مدار ہی دین پر ہے ایسے لوگ کبھی حق کی بات نہیں کر پاتے اور عند اللہ مجرم بھی ہیں ۔ ہاں ! دین بیان کرنے کا اجر تو وہ ذات ہی دے گی اور دے سکتی ہے ۔ جس کی اطاعت میں دین بیان کر رہا ہوں ۔ اُسی نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں صرف اور صرف اس کا حکم بجا لاؤں اور اس کے حکم کے خلاف کسی دوسرے کی بات نہ مانوں ۔ یہی اسلام ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام جو دین لائے وہ سب اسلام ہی تھے کہ بنیادی عقائد مثلاً توحید ، رسالت ، آخرت ، عذابؒ ثواب ، نبوّت و رسالت یا فرشتوں کا وجود سب میں ایک تھے ۔ اگر فرق رہا تو محض عبادات میں جو لوگوں کے مزاج اور موقع کی مناسبت سے تفویض کی جاتی رہیں ۔ آج بھی اسلام عقائد اور اعمال میں کماحقہٗ اطاعت کا نام ہے ۔

وہ لوگ نہ مانے اور اپنے انکار پر جمے رہے ۔ چنانچہ ان کی ہٹ دھرمی رنگ لائی ۔ ایک بہت بڑا طوفان آیا اور سب لوگ غرق ہو کر تباہ ہو گئے ، روئے زمین سے کفر اور کافر کا نشان تک مٹ گیا مگر اللہ نے نوح علیہ السلام کو محفوظ رکھا ۔ کُفر کے شر سے بھی بچا لیا اور طوفان کی سرکشی بھی ان کا کچھ نہ بگاڑ سکی ۔ نہ صرف وہ بلکہ ان کے ساتھ کشتی میں سوار ہونے والے ۔ وہ سب لوگ بچ گئے جو ایمان لا کر ان کی اطاعت اور اتباع سے سرفراز ہوئے تھے ۔ اور پھر روئے زمین کے وارث وہی لوگ قرار پائے کہ کافر تو سب کے سب غرق ہو کر تباہ ہو چکے تھے لہٰذا یہ قصّہ ان لوگوں کے انجام سے باخبر کرنے کے لئے کافی ہے جو انبیاء علیہم السلام کی بات کی پرواہ نہیں کرتے اور اسے جھٹلا کر کفر اور سرکشی کا راستہ اپناتے ہیں ۔ پھر اس کے بعد لوگ گمراہ ہو گئے ، یہ سب حالات جانتے ہوئے بھی کفر کی دلدل میں دھنس گئے اور ہمارا کرم دیکھو کہ پھر ان کی طرف نبی بھیجے ۔ نہ صرف یہ کہ رسُول مبعوث فرمائے بلکہ انہی کی قوم سے اپنے منتخب بندوں کو رسالت سے نوازا اور اپنی بات اس

قوم تک پہنچائی اور ہر رسول بہت ہی واضح اور روشن دلائل لے کر مبعوث ہوا مگر ان لوگوں نے مان کر نہ دیا جس بات کا انکار کر چکے تھے اس سے باز نہ آئے۔

گمراہی پر جمے رہنے کا سبب

اس کا سبب یہ تھا کہ ان کی زیادتیوں اور گناہوں کی وجہ سے ہم نے ان کے دلوں پر مہر کر دی جیسا کہ قانونِ قدرت ہے کہ گناہ دل کو متاثر کرتا ہے اور مسلسل گناہ سے آخر دل اس قدر تباہ ہو جاتا ہے کہ من جانب اللہ اس میں سے قبولیت کی استعداد سلب کر لی جاتی ہے ایسے لوگوں کو کبھی ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔

طریقۂ تبلیغ

اسی طرح ان اقوام کے بعد موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف مبعوث فرمایا کہ وہ لوگ بھی بہت ہی زیادہ متکبر اور بدکار تھے۔ یہاں انبیاء علیہما السلام کی بعثت تو ساری قوم کے لئے تھی مگر تذکرہ فرعون اور اس کے سرداروں کا فرمایا کہ لوگ ایسے ہی افراد کی پیروی کرتے ہیں۔ لہٰذا مبلّغین کو چاہیئے کہ ہمیشہ حکمرانوں اور سرداروں پر زیادہ توجہ دیں کہ یہ تبلیغ کا مؤثر ترین طریقہ ہے۔

ان لوگوں کو عجیب و غریب معجزات دکھائے گئے اور اللہ کا پیغام پہنچایا گیا مگر انھوں نے کہہ دیا یہ جادو ہے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ عجیب لوگ ہو بھلا جادوگر بھی کبھی اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے وہ تو اپنی خواہشات کی تکمیل چاہتا ہے اور لوگوں کو اپنا مطیع بنانا چاہتا ہے جبکہ انبیاء علیہما السلام حق کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ کی اطاعت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

جادو اور کرامت و معجزہ میں فرق

معجزہ ایسا کام، جس کی عقلی توجیہہ محال ہو مگر اس کے نتیجے میں لوگوں کو کفر سے نکال کر اللہ سے واصل کرنا مقصود ہوتا ہے کرامت اسی کی فرع ہے جو نبی کے سچّے اطاعت شعار کے ہاتھ پر صادر ہوتی ہے اور ہمیشہ لوگوں کو اللہ کی طرف لانے کا سبب بنتی ہے۔ مگر جادو کے ذریعے یا شعبدہ بازی کے کمال سے لوگوں کو متاثر کرنے والے حق کی طرف نہیں بلاتے بلکہ اپنے آپ کو لوگوں پہ مسلّط کرتے ہیں اور اپنی خواہشات کی تکمیل کے طلبگار ہوتے ہیں۔ لہٰذا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، بھلا یہ جادو ہے کہ میں تمھیں اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہوں اور جادوگر تو بالآخر

خود تباہ ہو جاتے ہیں جبکہ اللہ کے داعی ہمیشہ کامیاب رہتے ہیں اگر اس راہ میں شہید بھی ہوں تو بھی کامیاب ہی ہیں۔

مگر بات ان کی سمجھ میں نہ آئی۔ سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ وہ اپنے آبا و اجداد کی جاری کردہ رسومات کو چھوڑنے پہ تیار نہ تھے کہ بھلا ہم اپنے باپ دادا کی بات سے کیسے پھر جائیں اور اگر انھیں چھوڑ کر آپ ﷺ کی بات مان لیں تو پھر ہم تو پیروکار ٹھہرے لہٰذا حکومت و اقتدار بھی آپ ﷺ کے پاس چلا جاتے گا اور یہ ہمیں ہرگز منظور نہیں کہ اپنے باپ دادا پر ہمیں آج تک فخر رہا ہے انھیں کیسے چھوڑ دیں اور حکومت و اقتدار کسی کو کیوں دیں یہ نہیں ہو سکتا بلکہ ہم تمھارے جادو کا مقابلہ کریں گے لہٰذا فرعون نے حکم دے دیا کہ ملک بھر کے نامور جادوگروں کو جمع کیا جائے اور مقابلہ کی تیاری کر لی، سرِ میدان موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے فرمایا کہ بھئی! تمھیں جو کچھ کرنا ہے ظاہر کرو اور جب انھوں نے لکڑیاں اور رسّے زمین پر پھینکے اور وہ سانپ کی طرح نظر آنے لگے تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمھارا کمال جادو ہے کہ اس کے ذریعے تم دنیا کا نفع بھی چاہتے ہو اور باطل کی تائید بھی کرنا چاہتے ہو لہٰذا اللہ اسے تباہ کر دے گا کہ اللہ کبھی بھی حق کے مقابلہ میں باطل کو برقرار نہیں رکھتا اور نہ ہی بدکاروں کے کسی عمل میں دوام یا کامیابی ہوتی ہے اور حق کو ہمیشہ قائم رکھتا ہے یعنی معجزات و کرامات کے مقابل جادوگری کی کوئی حیثیت نہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے ارشادات کو ثابت فرمانے کے لئے اُن کے معجزات کو غالب فرماتا ہے اگرچہ یہ بات کفار کو کتنی ہی ناگوار بھی گزرے۔

رکوع نمبر ۹ — آیات ۸۳ تا ۹۲ — یعتذرون ۱۱ / ۱۴

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰىٓ اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ
عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ
اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى
الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾
وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ
بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾
فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا

تو موسیٰ پر کوئی ایمان نہ لایا۔ مگر اس کی قوم میں سے چند
(لڑکے) اور وہ بھی) فرعون اور اُس کے اہل دربار سے ڈرتے
ڈرتے کہ کہیں وہ اُن کو آفت میں نہ پھنسا دے۔ اور فرعون ملک
میں متکبر و متغلب اور (کبر و کفر میں) حد سے بڑھا ہوا تھا ﴿۸۳﴾
اور موسیٰ نے کہا کہ قوم! اگر تم خدا پر ایمان لائے ہو تو اگر دل سے
فرمانبردار ہو تو اُسی پر بھروسا رکھو ﴿۸۴﴾
تو وہ بولے کہ ہم خدا ہی پر بھروسا رکھتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار

83. But none trusted Moses, save some scions of his people, (and they were) in fear of Pharaoh and their chiefs, that they would persecute them. Lo! Pharaoh was verily a tyrant in the land, and lo! he verily was of the wanton.

84. And Moses said : O people! If ye have believed in Allah then put trust in Him, if ye have indeed surrendered (unto Him).

85. They said: In Allah we put trust. Our Lord! Oh,

فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٥﴾
وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾
وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ
لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ
قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٧﴾
وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ
وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ
رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ
عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ
فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٨٨﴾
قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا
وَلَا تَتَّبِعٰۗنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾
وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ
فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۭ حَتّٰٓي
اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا
اِسْرَاۗءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٩٠﴾
اٰۗلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ
مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٩١﴾
فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ
خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ
عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿٩٢﴾ ع

ہم کو ظالم لوگوں کے ہاتھ سے آزمائش میں نہ ڈال ﴿٨٥﴾
اور اپنی رحمت سے قوم کفار سے نجات بخش ﴿٨٦﴾
اور ہم نے موسیٰ اور اسکے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے لوگوں
کے لئے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو قبلہ (یعنی مسجدیں)
ٹھیراؤ۔ اور نماز پڑھو۔ اور مومنوں کو خوشخبری سُنا دو ﴿٨٧﴾
اور موسیٰ نے کہا اے ہمارے پروردگار تو نے فرعون اور اس کے
سرداروں کو دُنیا کی زندگی میں (بہت سا) ساز و برگ اور مال و
زر دے رکھا ہے۔ اے پروردگار۔ ان کا مآل یہ ہے کہ تیرے
رستے سے گمراہ کردیں۔ اے پروردگار انکے مال کو برباد کردے اور
انکے دلوں کو سخت کردے کہ ایمان نہ لائیں جبتک عذاب الیم نہ دیکھ لیں ﴿٨٨﴾
(خدا نے) فرمایا کہ تمہاری دُعا قبول کرلی گئی تو تم ثابت قدم رہنا
اور بے عقلوں کے رستے نہ چلنا ﴿٨٩﴾
اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کردیا تو فرعون اور اس
کے لشکر نے سرکشی اور تعدی سے ان کا تعاقب کیا۔ یہاں تک
کہ جب اس کو غرق (کے عذاب) نے آپکڑا تو کہنے لگا میں
ایمان لایا کہ جس (خدا) پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اسکے سوا
کوئی معبود نہیں اور میں فرمانبرداروں میں ہوں ﴿٩٠﴾
(جواب ملا کہ) اب (ایمان لاتا ہے) حالانکہ تو پہلے نافرمانی
کرتا رہا اور مفسد بنا رہا ﴿٩١﴾
تو آج ہم تیرے بدن کو (دریا سے) نکال لیں گے تاکہ تو
پچھلوں کے لئے عبرت ہو اور بہت سے لوگ ہماری
نشانیوں سے بے خبر ہیں ﴿٩٢﴾

make us not a lure for the wrongdoing folk!

86. And, of Thy mercy, save us from the folk that disbelieve.

87. And We inspired Moses and his brother, (saying): Appoint houses for your people in Egypt and make your houses oratories, and establish worship. And give good news to the believers.

88. And Moses said: Our Lord! Lo! Thou hast given Pharaoh and his chiefs splendour and riches in the life of the world, Our Lord! that they may lead men astray from Thy Way. Our Lord! Destroy their riches and harden their hearts so that they believe not till they see the painful doom.

89. He said: Your prayer is heard. Do ye twain keep to the Straight path, and follow not the road of those who have no knowledge.

90. And We brought the Children of Israel across the sea, and Pharaoh with his hosts pursued them in rebellion and transgression, till, when the (fate of) drowning overtook him, he exclaimed : I believe that there is no God save Him in Whom the Children of Israel believe, and I am of those who surrender (unto Him).

91. What! Now! When hitherto thou hast rebelled and been of the wrong-doers ?

92. But this day We save thee in thy body that thou mayest be a portent for those after thee. Lo! most of mankind are heedless of Our portents.

اسرار و معارف

فرعون کے مظالم سے خوفزدہ چند نوجوان ایمان سے مشرف ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت اختیار کی کہ فرعون روئے زمین پر بے حد ظالم انسان تھا اور حد سے بڑھ کر زیادتیاں کرتا تھا لہٰذا اس کا اور اس کے امرائے کے مظالم کا خوف فطری بات تھی مگر نورِ ایمان کی تڑپ ان سب باتوں کے باوجود اپنا اثر رکھتی ہے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام

نے اپنی قوم سے فرمایا کہ ایمان تو اعتبار ہی کا نام ہے، جب اللہ سے ایمان نصیب ہوا تو اُسی پر بھروسہ رکھو، جس کو بچانا چاہے بھلا فرعون اس کا کیا بگاڑ لے گا۔

کام کا بیڑہ اٹھانے کے لئے مِل کر دُعا کی جائے

چنانچہ سب نے کہا کہ ہم اللہ ہی پہ بھروسہ کرتے ہیں، اور سب نے مِل کر دُعا کی کہ اے اللہ! ہمیں ان ظالموں کے قابو میں آنے کی آزمائش سے محفوظ رکھ! اور اپنی خاص رحمت سے نواز کہ یہ کافر قوم کبھی ہمیں ایذا نہ دے سکے ان سے ہمیشہ کے لئے ہمارا پیچھا چھڑا دے۔

معابد

فرعون نے ان کے معابد تک گرا دیئے تھے کہ اسلام سے پہلے تمام اُمتیں مخصوص معابد ہی میں عبادت کرتی تھیں۔ یہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہی کی خصوصیت ہے کہ روئے زمین کو مسجد قرار دے دیا گیا ورنہ تمام امتوں کی عبادت صرف عبادت خانوں میں ہوتی تھی۔ فرعون کو یہ سُوجھی کہ عبادت خانے منہدم کرا دیتے جائیں تو اللہ کریم نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام پر وحی بھیجی کہ کچھ گھر ایسے بنا لئے جائیں جو قبلہ رُخ ہوں اور مسجد کا کام دے سکیں اور ان مخصوص گھروں میں عبادت کی جائے۔

یہی حال آجکل یورپ اور دوسرے کافر ممالک کا ہے کہ وہاں خاص طرز کی مسجد بنانا ممکن نہیں تو کوئی گھر اگر اس غرض کے لئے مقرر کر دیا جائے جس میں عبادت قبلہ رُخ ہو تو درست ہو گا۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ پہلی اُمتوں میں بھی نماز میں قبلہ رُخ ہونا ضروری تھا۔ ایسے ہی وضو اور ستر عورت وغیرہ ثابت ہیں۔ آپ ﷺ کے لئے اگرچہ ساری زمین کو مسجد قرار دیا گیا مگر فرائض کو مسجد میں باجماعت ادا کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے اگرچہ سنت اور نفل آپ ﷺ بھی گھر ادا فرماتے تھے۔ لہٰذا حکم ہوا کہ ایمان والوں کو خوشخبری دیجئے کہ دُنیا میں اگر کوئی رکاوٹ ہو اور عبادت ایک خاص جگہ نہ کر سکیں تو جہاں کریں گے قبول ہو گی کوئی انھیں اللہ کی عبادت سے محروم نہیں کر سکتا اور آخرت میں کامیابی کی یہی ضمانت بھی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کی بددُعا

فرعون کی ہٹ دھرمی سے ناامید ہو کر موسیٰ علیہ السلام نے بددُعا فرمائی کہ اللہ! تو نے انھیں بے شمار نعمتیں دیں، دولتِ دُنیا بخشی مگر یہ بدبخت شکر کرنے کی بجائے اُسی مال و دولت کے بل بوتے پر آپ کی مخلوق کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اے اللہ! فرعون اور اس کے

امراء کے مال تباہ کر دے اور اُن کے دلوں کو مزید سخت کر دے کہ جب تک عذاب سامنے نہ دیکھ لیں، انھیں ایمان لانے کی توفیق ہی نہ ہو۔ یہ دراصل اُس حال کا بیان ہے جو ان کے اعمال اور کردار کا یقینی نتیجہ تھا، لہٰذا اگر اہل اللہ کی اطاعت نصیب نہ ہو تو ان کی مخالفت سے بچنا ضروری ہے ورنہ دل سخت ہو کر ایمان کی سعادت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا ارشاد ہوا کہ آپ دونوں کی دُعا قبول ہوئی۔ اگر ان بدبختوں نے میرے انبیاء و رُسل اور میرے بندوں کو ٹھکرایا ہے تو میں انھیں اپنی بارگاہ سے ٹھکرا کر محروم کر دیتا ہوں مگر آپ دونوں ثابت قدم رہیئے اور کسی طرح بھی اللہ کی اطاعت میں کمی یا تبدیلی نہ آنے پائے نہ ان جاہلوں کی کوئی رسم آپ کو متاثر کر سکے۔

کفار سے مشابہت ممنوع ہے

یہ انبیاء کو مخاطب کر کے اُمت کو سبق دیا جا رہا ہے کہ فرعون تب ہی غرق ہو گا جب تم نے اسلام کی شناخت جداگانہ قائم رکھی اور اگر تم لوگوں نے بھی ان سے مرعوب ہو کر مسلمانی کے باوجود کفار کی بعض عادات اپنانا شروع کر دیں تو پھر وہ بھی تباہ نہ ہوں گے کہ آخر کن لوگوں کے مقابلے میں وہ تباہ ہوں جو ان ہی جیسے بن رہے ہیں۔ جیسے آج کا مسلمان لباس، وضع قطع اور رسومات تک میں انگریزوں، ہندوؤں اور یہودیوں تک سے مشابہت رکھتا ہے، تو اس کے مقابلے میں وہ بھی تباہ نہیں ہوتے۔ یہی قانون ہے۔

چنانچہ بنی اسرائیل کو سمندر سے پار پہنچا دیا اور فرعون اور اس کا لشکر جو بڑے غرور اور غضب سے پیچھا کر رہا تھا، اسی سمندر میں غرق ہو گیا بلکہ موت سامنے دیکھ کر فرعون کی ساری اکڑ فوں نکل گئی اور غوطے لگے اور موت کے فرشتے نظر آئے تو پکار اٹھا: "اُسی اللہ کو مانتا ہوں جس کو بنی اسرائیل نے مانا ہے، میں اقرار کرتا ہوں کہ اس کے بغیر کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور میں مسلمان ہوتا ہوں۔" تو ارشاد ہوا، اب مانتا ہے جب وقت نکل گیا اور جب ماننے کا وقت تھا تب نافرمانی کرتا رہا، اب جب موت سامنے ہے برزخ نظر آنے لگا عذاب رُوبرو ہیں تو ماننے کا کیا حاصل کہ جب موت کا عمل شروع ہو جائے تو دنیا کی حیات ختم ہو چکی نہ صرف ایمان معتبر ہے بلکہ کسی مؤمن کے منہ سے کوئی کلمہ کفر بھی نکل جائے تو معتبر نہ ہو گا اور اسے مومن ہی سمجھا جائے گا یہی بات ارشاداتِ نبوی سے ثابت ہے کہ اللہ توبہ قبول فرماتے رہتے ہیں حتیٰ کہ موت کا غرغرہ شروع ہو جائے چنانچہ

ارشاد ہوا کہ آج تیرے بدن کو سمندر سے نکال کر باہر رکھیں گے کہ تُو اپنے سے بعد آنے والوں کے لئے بھی
باعثِ عبرت بن جائے کہ اکثر لوگ اللہ کی قدرت اور اُس کی نشانیوں سے غافل رہتے ہیں چنانچہ اسی وقت
سمندر نے اس کی لاش باہر پھینک دی کہ بنی اسرائیل بھی اس کی تباہی کا نظارہ کریں اور بعد میں وادیٔ شاہاں
سے اس کا بدن محفوظ صورت میں برآمد ہوا جو آج تک قاہرہ کے عجائب گھر میں درسِ عبرت بنا ہوا رکھا ہے
جب فرعون کی لاش برآمد ہوئی تو تحقیق کرنے والے سائنسدان بھی اگرچہ عیسائی تھے اور عیسائی پادریوں نے ان
سے زور لگایا کہ یہ نہ کہا جائے کہ یہ وہ فرعون ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں غرق ہوا۔ مگر انھوں نے کہا
یہ ہماری مجبوری ہے ورنہ جو کوئی دوسرا تحقیق کرے گا، کہہ دے گا کہ صرف اِس فرعون کی کھال اور بدن میں سمندری
نمکیات کا اثر ہے باقی کسی لاش میں نہیں۔ چنانچہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کی موت غرق سے ہوئی اور قرآن کا
یہ زندہ معجزہ ہے کہ اب تک اس کی لاش پچھلے آنے والوں کے لئے عبرت کا نشان بنی ہوئی ہے۔

رکوع نمبر ۱۰ — آیات ۹۳ تا ۱۰۳ — یعتذرون ۱۱ / ۱۵

وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ
وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا
حَتّٰی جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ
بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾

اور ہم نے بنی اسرائیل کو رہنے کو عمدہ جگہ دی اور کھانے کو
پاکیزہ چیزیں عطا کیں لیکن وہ باوجود علم ہونے کے اختلاف
کرتے رہے۔ بیشک جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں
تمہارا پروردگار قیامت کے دن ان میں ان باتوں کا فیصلہ کر دیگا ﴿۹۳﴾

93. And We verily did allot unto the Children of Israel a fixed abode, and did provide them with good things; and they differed not until knowledge came unto them. Lo! thy Lord will judge between them on the Day of Resurrection concerning that wherein they used to differ.

فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ
فَسْــَٔلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ
قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا
تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۹۴﴾

اگر تم کو اس (کتاب کے) بارے میں جو ہم نے تم پر نازل کی ہے کچھ
شک ہو تو جو لوگ تم سے پہلے کی (اُتری ہوئی) کتابیں پڑھتے ہیں
ان سے پوچھ لو۔ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس حق آچکا ہے
تو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا ﴿۹۴﴾

94. And if thou (Muhammad) art in doubt concerning that which We reveal unto thee, then question those who read the Scripture (that was) before thee. Verily the Truth from thy Lord hath come unto thee. So be not thou of the waverers :

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ
اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۹۵﴾

اور نہ ان لوگوں میں ہونا جو خدا کی آیتوں کی تکذیب کرتے
ہیں نہیں تو نقصان اٹھاؤ گے ﴿۹۵﴾

95. And be not thou of those who deny the revelations of Allah, for then wert thou of the losers.

اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ
لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾

جن لوگوں کے بارے میں خدا کا حکم (عذاب) قرار پا چکا ہے
وہ ایمان نہیں لانے کے ﴿۹۶﴾

96. Lo! those for whom the word of thy Lord (concerning sinners) hath effect will not believe :

وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰیَةٍ حَتّٰی یَرَوُا

جب تک کہ عذاب الیم نہ دیکھ لیں خواہ ان کے پاس ہر طرح

97. Though every token come unto them, till they see

الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٩٧﴾
فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا
إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا
كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ﴿٩٨﴾
وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ
كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ
حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٩٩﴾
وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ
وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٠﴾
قُلِ انْظُرُوا مَاذَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَا
تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠١﴾
فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ
خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ فَانْتَظِرُوا إِنِّي
مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴿١٠٢﴾
ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ
ع ١٥ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾

کی نشانی آجائے ﴿٩٧﴾
تو کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ ایمان لاتی تو اسکا ایمان
اُسے نفع دیتا۔ ہاں یونس کی قوم کہ جب ایمان لائی تو ہم نے
دنیا کی زندگی میں اُن سے ذلت کا عذاب دُور کر دیا اور
ایک مدت تک (فوائدِ دنیاوی سے) اُن کو بہرہ مند رکھا ﴿٩٨﴾
اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو جتنے لوگ زمین میں ہیں
سب کے سب ایمان لے آتے۔ تو کیا تم لوگوں پر زبردستی
کرنا چاہتے ہو کہ وہ مومن ہو جائیں؟ ﴿٩٩﴾
حالانکہ کسی شخص کو قدرت نہیں ہے کہ خدا کے حکم کے بغیر ایمان لائے
اور جو لوگ بے عقل ہیں اُن پر وہ (کفر و ذلت کی) نجاست ڈالتا ہے ﴿١٠٠﴾
(ان کفار سے) کہو کہ دیکھو تو آسمانوں اور زمین میں کیا کیا کچھ ہے؟
مگر جو لوگ ایمان نہیں رکھتے اُنکے نشانیاں اور ڈراوے کچھ کام نہیں آتے ﴿١٠١﴾
سو جیسے (بُرے) دن اُن سے پہلے لوگوں پر گزر چکے ہیں اسی
طرح کے دنوں کے، یہ منتظر ہیں۔ کہہ دو کہ تم بھی انتظار کرو
میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں ﴿١٠٢﴾
اور ہم اپنے پیغمبروں کو اور مومنوں کو نجات دیتے رہے ہیں
اسی طرح ہمارا ذمہ ہے کہ مسلمانوں کو نجات دیں ﴿١٠٣﴾

the painful doom.

98. If only there had been a community (of all those that were destroyed of old) that believed and profited by its belief as did the folk of Jonah! When they believed We drew off from them the torment of disgrace in the life of the world and gave them comfort for a while.

99. And if thy Lord willed, all who are in the earth would have believed together. Wouldst thou (Muhammad) compel men until they are believers?

100. It is not for any soul to believe save by the permission of Allah. He hath set uncleanness upon those who have no sense.

101. Say: Behold what is in the heavens and the earth! But revelations and warnings avail not folk who will not believe.

102. What expect they save the like of the days of those who passed away before them? Say: Expect then! I am with you among the expectant.

103. Then shall We save Our messengers and the believers, in like manner (as of old). It is incumbent upon Us to save believers.

اسرار و معارف

پھر ان نعمتوں کا تذکرہ جو بنی اسرائیل کو عطا ہوئیں کہ بظاہر فرعون اور اس کی ساری حکومت انھیں رُسوا کرنے پہ کمر باندھے ہوئے تھی، کوئی ظاہری سبب ان کی نجات کا نہ تھا کہ انھوں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور موسیٰ علیہ السلام کی پیروی میں نکل کھڑے ہوئے تو فرعون اور اس کا لشکر تباہ ہو گئے اور بنی اسرائیل کو وہ خوبصورت اور سرسبز و شاداب وادی، جو انبیائے سابقین کا مسکن بھی تھی اور دنیاوی و دینی اعتبار سے ان کی پسندیدہ بھی تھی۔ یعنی اُردن و فلسطین کی ارضِ مقدسہ عطا ہوئی اور سلطنتِ مصر بھی انہی کو مل گئی اور بہترین نعمتیں بھی بطور رزق نصیب ہوئیں۔ آباد گھر، تنومند اولاد، اچھی بیویاں، شاداب کھیتیاں، پُررونق شہر اور بازار، اللہ کا دین اور اُس

کا علم، مسلسل نورِ نبوّت اور یکے بعد دیگرے انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور بارُعب اقتدار۔ غرض دُنیا و آخرت کی نعمتوں سے مالا مال کر دیا۔

لیکن ان بے نصیبوں نے بھی تب اختلاف کیا جب ان کے پاس آپ ﷺ کی بعثت کے سبب اور نزولِ قرآن کے باعث یقینی خبر آپہنچی جو پیشگوئی ان کی کتب میں تھی اور جس پر ایمان رکھتے تھے جس کے طفیل دعائیں مانگتے تھے جب وہ ہستی مجسّم مبعوث ہو کر سامنے آئی تو اختلاف میں پڑ گئے۔ انعاماتِ الٰہیہ کی قدر نہ کی مگر اللہ کی گرفت سے بچ تو نہ سکیں گے کہ اس کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ ہر عمل پر اس کا پھل لگایا جائے چنانچہ روزِ حساب اُن کے اختلاف کا فیصلہ بھی کر دیا جائے گا جس کے اثرات انھوں نے دنیا میں ذلیل اور تباہ ہو کر بھگت لیے اور بُھگت رہے ہیں۔

شبہات کو پوچھ کر صاف کرنا چاہیئے

لہٰذا اے مخاطب! اے اللہ کی کتاب کو پڑھنے سننے والے! تجھے بھی اس میں ہرگز کوئی شبہ نہ ہونا چاہیئے اور اگر ایسا ہے تو اہلِ علم سے جا کر تحقیق کر اور اپنے شبہات دُور کرے۔ یعنی اگر کوئی بھی شخص قرآن کی خبر یا حکم کے بارے کسی مخمصے کا شکار ہو تو چھپا کر نہ رکھے بلکہ اہلِ علم سے جا کر تحقیق کر کے صحیح صورتِ حال کو سمجھنے کی کوشش کرے اور علماء کا فریضہ ہے کہ ایسے افراد کی مدد کریں اور انھیں شبہات کی دَلدَل سے نکالیں۔

اور اے مخاطب! یقیناً اللہ کا کلام جو تجھے پہنچا، یہ حق ہے اور تیرے پروردگار کی طرف سے ہے یہ اس کی رُبوبیت کا تقاضا ہے کہ انسانوں کی راہنمائی فرمائے لہٰذا اس میں کسی ادنیٰ ترین شبہ کی بھی گنجائش نہیں۔ اور کبھی بھول کر بھی اللہ کی آیات کا انکار کرنے والوں میں شامل نہ ہونا ورنہ دو عالم کا خسارہ تیرے حصے میں ہو گا۔

ہاں! ان لوگوں کی بات الگ ہے جنہوں نے اس قدر نافرمانی کی کہ بطور سزا اور بطور ان گناہوں کے ثمر کے ان کو ہدایت کی استعداد سے محروم کر دیا گیا اور جہنّم ان کا مقدر ٹھہرا۔ یقیناً ایسے لوگ ایمان نہ لائیں گے انھیں لاکھوں دلائل دیئے جائیں یا وہ روشن ترین معجزات کا مشاہدہ کریں انھیں ایمان نصیب ہی نہ ہو گا حتیٰ کہ وہ دردناک عذاب کو دیکھیں موت کے وقت یا برزخ میں تب مانیں گے جب ماننا کوئی نفع نہ دے گا۔

اور سوائے یونس علیہ السلام کی بستی والوں کے کسی قوم کو ایمان نصیب نہ ہوا جو انھیں عذاب کے اس قدر قریب آجانے پر کام آجاتا اور بچا لیتا۔ ہاں! وہ عذاب کے آثار دیکھ کر ایمان لے آئے تو اللہ نے ان سے عذاب ہٹا لیا جو دنیا میں بھی انھیں ذلیل اور تباہ کر دیتا اور انھیں پھر ایک مدت تک مہلت عطا فرما دی گئی۔

قومِ یونس علیہ السلام کا واقعہ اور مفسرین کرام

یونس علیہ السلام کی قوم کا مسکن عراق اور موصل کی سرزمین میں نینوٰی کی مشہور بستی تھی اور ایک لاکھ کے لگ بھگ لوگ تھے انھوں نے ایمان قبول نہ کیا حتیٰ کہ یونس علیہ السلام کو خبر دی گئی کہ ان پر عذاب نازل ہو گا۔ چنانچہ انھوں نے یہ اعلان فرما دیا کہ تین روز کے اندر تم لوگ تباہ ہو جاؤ گے اور خود رات کو وہاں سے نکل گئے۔ لوگوں کو یہ بات سن کر فکر ہوئی۔ انھوں نے مشورہ کیا کہ دیکھا جائے کیا یونس علیہ السلام خود بستی میں رہتے ہیں یا بستی چھوڑ دیتے ہیں کہ انھوں نے زندگی بھر جھوٹ نہیں بولا۔ چنانچہ دوسرے روز انھیں نہ پایا اور آسمان پر تاریکی پھیلتی دیکھی تو سب ایمان لے آئے۔ پہلے انھیں تلاش کیا نہ ملے تو بستی سے باہر میدان میں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے سب جمع ہو کر توبہ اور آہ و فریاد کرنے لگے چنانچہ اللہ کریم نے عذاب ہٹا دیا اور ان کی توبہ قبول ہوئی اور یہ منفرد واقعہ عین قانونِ فطرت کے مطابق تھا کہ موت یا عذاب کے شروع ہونے سے پیشتر توبہ کر لی اگر عذاب کا وقوع شروع ہو جاتا جیسا کہ فرعون پر ہو چکا تھا تو توبہ قبول نہ ہوتی کہ وہ بعد از وقت ہوتی۔ مفسرین کرام کے مطابق یہ واقعہ فرعون کے قصّہ کے متصل بیان کرنے سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ اللہ کتنا کریم ہے اور کن آخری لمحات تک کافر کی توبہ بھی قبول فرما لیتا ہے۔

ادھر یونس علیہ السلام باہر ان کی تباہی کے منتظر تھے جب انھوں نے دیکھا، تاریکی کے بادل چھٹ گئے اور عذاب واقع نہیں ہوا تو انھیں اس بات کا سخت ملال ہوا کہ لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے اور عذاب واقع نہ ہونے کو بطور ثبوت اُچھالیں گے تو وہ بحیرہ رُوم میں ایک کشتی میں سوار ہو گئے کہ کہیں دُور نکل جاؤں مگر اللہ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ چنانچہ درمیان میں کشتی رُک گئی۔ لوگوں نے کہا کہ کوئی بھاگا ہوا غلام اس میں سوار ہے۔ تو آپ کو احساس ہوا۔ فرمایا، مَیں ہوں، مجھے دریا میں ڈال دو۔ پھر بھی لوگوں نے قرعہ ڈال کر دیکھا جو آپ ہی کے نام پہ نکلا تو دریا میں ڈال دیئے گئے جہاں ایک بہت بڑی مچھلی نے اللہ کے حکم سے نگل لیا اور اللہ نے وہاں

اُن کا ٹھکانہ بنا دیا۔ جہاں وہ مختلف روایات کے اعتبار سے چالیس روز یا سات روز یا پانچ روز یا چند گھنٹے ہی رہے اور اللہ سے دُعا کی جو قرآن میں مذکور ہے "لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" چنانچہ اللہ نے دُعا قبول فرمائی مچھلی نے کنارے پہ اُگل دیا جہاں اللہ نے بیلیں اُگا دیں اور جنگلی بکری مقرر کر دی جس کا دُودھ پی لیتے اور آخر قوم نے انھیں ڈھونڈ نکالا تو اس سارے واقعہ میں ان کی وہ فطری شرم جو اپنے غلطی کا اظہار ثابت ہونے پر انھیں لاحق ہوئی بر شانِ نبوت یہ تھی کہ وہ اللہ کے حکم کا انتظار فرماتے مگر فطری حیا نے جلدی پہ مجبور کر دیا تو یہ بات بھی قابلِ گرفت ٹھہری، اللہ نے معجزاتی طور پر راستہ روک دیا اور اس میں مزید عظمت پیدا کر دی اور ان کے وجود سے بہت سے معجزات ظاہر فرما دیئے۔ نیز انھیں اس لغزش سے آگاہ فرما دیا اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان یہی ہوتی ہے کہ انھیں معمولی لغزش پر بھی متنبہ کر دیا جاتا ہے یہی ان کی عصمت کا تقاضا ہے اور یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ نبی معصوم ہوتا ہے۔

یہ مفہوم جو عرض کیا گیا، اکثر تفاسیر کا خلاصہ ہے رُوح المعانی، زمخشری، مظہری، قرطبی، بحرِ محیط، طبری اور ابن کثیر وغیرہم۔ سب نے الفاظ کے اختلاف سے واقعہ کی اصل اسی قدر بیان فرمائی ہے بخلاف مولانا مودودی صاحب کی تفہیم القرآن کے، جس میں انھوں نے دوسری جلد کے صفحہ ۳۱۲ پر لکھا ہے کہ:

"صحیفۂ یونس کی تفصیلات پر غور کرنے سے اتنی بات صاف معلوم ہو جاتی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام سے فریضۂ رسالت ادا کرنے میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں۔ اھ"

انھوں نے یہ بات چند سطور آگے تک لکھی ہے مگر یہ محض ان کی ذاتی رائے ہے جو اجماعی عقیدے کے خلاف اور صریح کفر ہے کہ نبی کے بارے یہ ایمان رکھا جائے کہ اُس نے ادائے رسالت میں کوتاہی کی تو پھر عصمت کس بات کی اور نبوت کا کیا مقام، العیاذاً باللہ۔

حق یہ ہے کہ انھوں نے سب مفروضے تراشے ہیں، اوّل تو صحیفۂ یونس کا اعتبار ہی نہیں دوسرے عذاب کا ٹل جانا خلافِ دستور فرض کر لیا حالانکہ یہ عین دستورِ الٰہی کے مطابق تھا۔ پھر یہ فرض کر لیا کہ نبی نے اللہ کا قانون توڑا تھا اور فریضۂ دعوت کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو یہ سب غلط اور ناجائز ہے اور ایسا ایمان رکھنا قطعی کفر ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس پر علماء نے گرفت نہ کی ہو اور یہ فتویٰ نہ دیا ہو۔

بلکہ یہاں توبطور مثال یہ واقعہ بھی نقل فرما دیا کہ توبہ کی قبولیت کب تک ہوتی ہے اور کب توبہ قبول نہیں ہوتی۔ جیسے فرعون نے بھی توبہ کی اور قومِ یونس ؑ نے بھی۔ نیز ان ؑ کا واپس نہ جانا اپنی رائے کے غلبہ سے تھا جو شانِ نبوت کے شایاں نہ تھا۔ نیز ان کا گمان تھا کہ اس پر گرفت نہ ہو گی مگر اللہ نے اس پر تنبیہ فرما دی مچھلی کے پیٹ میں رہنا پڑا۔ یہ بھی اگرچہ اُن کے لئے تنبیہ تھی مگر لوگوں پر ان کی عظمت کے اظہار کا سبب تھی تحقیق کرنے والوں کو مقامِ نبوت کا پاس ضروری ہے شاید یہ بات کہ دین بیان کرنے میں انھوں نے کوتاہی کی خود مولانا مودودی صاحب کے بارے کہی جائے تو نہ انھیں گوارا ہو نہ ان کے متبعین کو۔ تو پھر ایک نبی کیلئے یہ الفاظ وہ کس جرأت سے کہتے ہیں۔ اللہ کریم اس فتنے سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

اگر آپ کے پروردگار چاہتے تو روئے زمین پر کوئی کافر نہ رہتا اور سب لوگ ایمان لے آتے مگر انھیں یہ زبردستی پسند نہیں، لہٰذا یہ کام انسان کی اپنی صوابدید پر چھوڑ دیا کہ چاہے تو ایمان لائے یا پھر نہ لاکر بھی دیکھ لے۔ لہٰذا آپ ﷺ بھی شدید خواہش و تمنا کے باوجود لوگوں کو زبردستی نورِ ایمان نہیں دے سکتے اور کوئی بھی انسان اللہ کے مقرر کردہ اصول کے خلاف ایمان قبول نہیں کر سکتا کہ وہ اس کی آیات دیکھ کر اپنے دل کی گہرائی سے یہ فیصلہ کرے تو ایمان نصیب ہو گا ورنہ نہیں بلکہ قانونِ قدرت یہ ہے کہ جو لوگ اس بارہ میں سوچنا ہی گوارا نہیں کرتے اور عقل کو کام میں نہیں لاتے ان کے حصّہ میں کفر کی غلاظت ہی آتی ہے۔

آپ ﷺ ان سے فرما دیجئے کہ ذرا ارض و سما میں غور کریں، ایک ایک ذرہ، ایک ایک پتہ، آسمان کا ایک ایک ستارہ، گردشِ لیل و نہار، نظامِ کائنات، کیا یہ اس کی عظمت کے گواہ ہیں؟ لیکن جن بدنصیبوں کے گناہ اِس قدر بڑھ چکے کہ انھیں ایمان لانے کی استعداد ہی سے محروم کر گئے انھیں نہ یہ دلائل فائدہ دے سکتے ہیں اور نہ نزولِ عذاب یا آخرت کے عذاب کی دھمکیاں۔ اب تو اُن کا یہ عملاً حال ہے کہ پہلے تباہ ہونے والی اقوام کی طرح یہ بھی اپنے انجام کے منتظر ہیں۔ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ میں بھی فیصلے کی گھڑی کا منتظر ہوں اس لئے کہ وقت آنے پر ہم ہمیشہ اپنے رسولوں کو اور ان کا اتباع کرنے والوں کو بچا لیا کرتے ہیں۔ یہی ہماری شان کے مناسب ہے کہ ہم اپنے چاہنے والوں کو ہمیشہ محفوظ رکھیں۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ
مِّنْ دِيْنِيْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ
يَتَوَفّٰىكُمْ ۖۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٠٤
وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا
تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١٠٥
وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا
يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٠٦
وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ
اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ
لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ
عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝١٠٧
قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ
رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ
لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ
وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝١٠٨
وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ
حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ
الْحٰكِمِيْنَ ۝١٠٩ ع ۱۱/۱۶

(اے پیغمبرؐ) کہہ دو کہ لوگو اگر تم کو میرے دین میں کسی طرح کا شک ہو تو (سن رکھو کہ) جن لوگوں کی تم خدا کے سوا عبادت کرتے ہو میں اُن کی عبادت نہیں کرتا۔ بلکہ میں خدا کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری روحیں قبض کر لیتا ہے۔ اور مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ ایمان لانے والوں میں ہوں ﴿۱۰۴﴾ اور یہ کہ (اے محمدؐ) سب سے یکسو ہو کر دین (اسلام) کی پیروی کئے جاؤ اور مشرکوں میں ہرگز نہ ہونا ﴿۱۰۵﴾ اور خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کو نہ پکارنا جو نہ تمہارا کچھ بھلا کر سکے اور نہ کچھ بگاڑ سکے۔ اگر ایسا کرو گے تو ظالموں میں ہو جاؤ گے ﴿۱۰۶﴾ اور اگر خدا تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے۔ اور وہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۱۰۷﴾ کہہ دو کہ لوگو تمہارے پروردگار کے ہاں سے تمہارے پاس حق آچکا ہے تو جو کوئی ہدایت حاصل کرتا ہے تو ہدایت سے اپنے ہی حق میں بھلائی کرتا ہے اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے تو گمراہی سے اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اور میں تمہارا وکیل نہیں ہوں ﴿۱۰۸﴾ اور (اے پیغمبرؐ) تم کو جو حکم بھیجا جاتا ہے اس کی پیروی کئے جاؤ اور (تکلیفوں پر) صبر کرو۔ یہاں تک کہ خدا فیصلہ کر دے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ﴿۱۰۹﴾

104. Say (O Muhammad): O mankind! If ye are in doubt of my religion, then (know that) I worship not those whom ye worship instead of Allah, but I worship Allah Who causeth you to die, and I have been commanded to be of the believers.

105. And, (O Muhammad), set thy purpose resolutely for religion, as a man by nature upright, and be not of those who ascribe partners (to Allah).

106. And cry not, beside Allah, unto that which cannot profit thee nor hurt thee, for if thou didst so then wert thou of the wrong-doers.

107. If Allah afflicteth thee with some hurt, there is none who can remove it save Him; and if He desireth good for thee, there is none who can repel His bounty. He striketh with it whom He will of His bondmen. He is the Forgiving, the Merciful.

108. Say: O mankind! Now hath the Truth from your Lord come unto you. So whosoever is guided, is guided only for (the good of) his soul, and whosoever erreth, erreth only against it. And I am not a warder over you.

109. And (O Muhammad) follow that which is inspired in thee, and forbear until Allah give judgement. And He is the Best of Judges.

اسرار و معارف

آپؐ عالمِ انسانیت کو مطلع فرما دیجئے کہ اے لوگو! اگر تمھیں میرے دین میں کوئی شک ہو تو غور سے سُنو کہ اللہ کے علاوہ تم نے جس قدر معبود مقرر کر رکھے ہیں میرے دین میں ان کی کوئی حیثیت نہیں اور میں انھیں پرکاہ

وقعت نہیں دیتا نہ میں ان کی اطاعت کرتا ہوں ۔ میرا سرِ نیاز صرف اور صرف اس ذاتِ واحد کے سامنے جھکتا ہے جو تمھارا بھی رب ہے جو تمھیں موت دیتا ہے اور تم بھی اُسی کے دربار کی طرف کھنچے چلے جاتے ہو تمھارے مفروضہ معبود تمھیں ہرگز نہیں بچا سکتے اور اسی نے مجھے ایسا ایمان رکھنے کا حکم دیا ہے میرا دین میرے ربّ کا ارشاد کردہ ہے عقلِ انسانی کی ایجاد نہیں جیسے تمھارے مذاہب ہیں ۔ اس نے اپنے ماننے والوں کو فرما دیا ہے کہ بالکل سیدھے سیدھے چلیں اور اس کی ذات کے ساتھ رائی برابر بھی ٹیڑھا پن نہ رکھیں کہ اُسے بھی مانیں اور کسی اور کو بھی کسی بھی امر میں اس کا ہم پلہ جانیں ہرگز ایسے مشرکانہ عقیدہ کے قریب نہ جائیں ۔

یہ بھی فرما دیا ہے کہ اس کی ذاتِ واحد کے علاوہ کسی کو نہ پکارا جائے بطور مددگار و معاون کہ سوائے اس کے کوئی بھی دوسرا نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی کچھ بگاڑ سکتا ہے ۔ اگر کسی نے اللہ کے علاوہ کسی دُوسرے سے یہ امید رکھی یا اس کے خوف سے اس کی اطاعت اللہ کے مقابلہ میں اختیار کی تو اس نے بہت بڑا ظلم کیا ۔

اس لِئے کہ اے مخاطب ! اگر اس کا عذاب تجھے پکڑلے تو کوئی چھڑا نہیں سکتا جب تک وہ خود اس سے نجات نہ دے اور اگر وہ انعام کرنا چاہے تو کوئی بھی نہیں جو روک سکے اور نہ کوئی اسے کسی کو دینے پہ مجبور کر سکتا ہے کہ وہ اپنی پسند سے اپنے بندوں کو انعامات عطا فرماتا ہے وہ بہت بڑا مہربان اور بخشنے والا ہے

مراقبات و مقامات

یہی حال تصوّف میں مراقبات و مقامات کا ہے کہ شیخ تو شاید کسی کی ظاہری باتوں سے زیادہ متاثر ہو مگر اللہ ترقی اسے دیتا ہے جس کے دِل میں زیادہ خلوص ہو ۔ حضرت ؒ فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگوں کے لِئے میں کوشش کرتا ہوں مگر انھیں وہ مقامات حاصل نہیں ہوتے جبکہ بعض کو بغیر میری خاص توجہ کے نصیب ہو جاتے ہیں ۔ اس لِئے کہ یہ اللہ کی جانب سے تقسیم ہوتے ہیں ۔

لہٰذا فرما دیجیے کہ لوگو ! تمھارے ربّ کی شانِ ربوبیت کا تقاضا تھا لہٰذا اس نے حق تمھارے پاس پہنچا دیا ۔ اب اگر کوئی حق کو قبول کرتا ہے تو یقیناً اپنے ذاتی نفع کے لِئے کرتا ہے اور جو کوئی گمراہی اختیار کرتا ہے اس کا وبال بھی اس کی اپنی ذات پہ ہو گا ۔ میرا منصب رسالت ہے ، اللہ کا حکم پہنچانا ہے میں تم پر

داروغہ مقرر نہیں کیا گیا کہ تمہیں زبردستی ہانک کر اسلام میں داخل کردوں۔

اور اے حبیبؐ! جو اللہ کا ارشاد بذریعہ وحی آتا ہے وہی آپ کا لائحہ عمل ہے اگر اس راہ میں مشکلات و تکالیف بھی ہوں تو صبر کے ساتھ جمارہنا ہی ضروری ہے تاوقتیکہ اللہ کا حکم آجائے۔ یعنی حق و باطل میں فرق ظاہر ہو جائے یا زندگی اس راہ میں صرف ہو جائے کیونکہ اللہ ہی بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں۔